ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

16

19.10.73

ہمارا خون آپ کے ساتھ بہے گا

قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم نے گذشتہ سال لیبیا کے دورہ میں ٹیلی ویژن پر عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"عرب بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ ہمارا دشمن اور آپ کا دشمن ایک ہے یقین جانو کہ زندگی کے تمام میدانوں میں ہمارے جسم آپ کے جسموں کے ساتھ ہیں اور ہماری روحیں آپ کی روحوں کے ساتھ، حتیٰ کہ جہاں آپ کا خون بہے گا وہاں ہمارا خون آپ کے ساتھ بہے گا اب یہود اسرائیل نے آپ پر جارحانہ، شرمناک حملہ کیا تو (اگر آپ نے ہمیں موقع فراہم کیا) انشاء اللہ آپ ہمیں اپنے ہمراہ پائیں گے اور ہم ایسی بات کبھی نہیں کہینگے جو بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ جائیں آپ اور آپ کا اللہ میاں چلے جائیں اور لڑ بھڑ لیں ہم تو یہاں سے سرکتے ہیں۔ (اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون) بلکہ ہم آپ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں لڑتے رہیں گے۔

ہماری دعائیں آپ کے لئے وقف ہیں، خدا آپ کا حامی و ناصر ہو اور مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے" (اللھم آمین)

...کے از مطبوعات جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان مرکزی دفتر چوک رنگ محل لاہور فون ٦٧٧١٥

علم و تحقیق

قسط نمبر ۲

حجیّت حدیث

(از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر)

کسی ایک چیز کو بھی اپنی جگہ پر نہیں رہنے دیا۔ برق صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ زکوٰۃ کا جو نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی مُلّا کو کس نے اجازت دی؟ بس کسی سائل کو روٹی دے دی سالن دے دیا زکوٰۃ ہو گئی، یہ چالیسواں حصہ مقرر کرنے کا کس نے مُلّا کو حق دے دیا ہے؟ گویا زکوٰۃ کا مفہوم باسی روٹی اور باسی سالن کسی سائل کو دینے سے ادا ہو گیا العیاذ باللّٰہ۔ ان لوگوں نے قرآن پاک کو مذاق بنا دیا ہے۔

ادب کے ذریعہ گمراہی

پرویز صاحب اردو کے اچھے ادیب ہیں، ادبی لحاظ سے ان کی تحریر بہت عمدہ ہے اور اسی ادب کے ذریعہ وہ لوگوں کو متاثر کر کے گمراہی پھیلاتے ہیں اور ادب میں کمال کو گمراہی کا جال بنا لیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ "اگر سائنس یہ ثابت کر دے کہ چند ثانیوں میں کوئی شخص چاند تک جاکر واپس آسکتا ہے تو بھی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کو ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کروں گا، کیونکہ میرے نزدیک اوپر جانے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی مقام میں ہے، اور اللّٰہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا میرے نزدیک کفر ہے"۔ مگر یہ کہہ کر پرویز خود الجھن کا شکار ہو گیا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ "الرحمٰن علی العرش استوٰی" جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور اس کے ساتھ ہر جگہ پر بھی موجود ہے ہم اس سے زیادہ کے مکلّف نہیں۔ ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً "الرحمٰن علی العرش استوٰی" بل یداہ مبسوطتان بیدہ الملک و غیر ذالک حقیقت پر محمول ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہے کیفیت کا ہمیں علم نہیں نہ ہم مکلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس کے محتاج ہیں بلکہ وہ تو عرش سے قبل بھی موجود تھے۔ وہ عرش پر بھی ہیں اور ہر ایک کے ساتھ بھی ہیں۔ ارشاد ہے:-

ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم الآیۃ

جب بھی تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے، جب پانچ مشورہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں چھٹا ہوتا ہے

یعنی وہ ہر جگہ اور ہر ایک کے ساتھ موجود ہے "و ھو معکم اینما کنتم"۔ تم جہاں کہیں ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں۔ اب اوپر جانے سے یہ کیسے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ العیاذ باللہ مقید ہو گئے ہیں۔ اب اگر اوپر جانے کا یہ مطلب لیا جائے تو "الیہ یصعد الکلم الطیب" "بل رفعہ اللہ الیہ" اور ان جیسی دیگر آیات کا کیا مفہوم بیان کرو گے۔

پرویز صاحب نے ایک غلط نظریہ قائم کر کے اس کے لئے قرآن پاک میں تحریف کی اور غلط طور پر عقل کا استعمال کیا۔

اصحاب الفیل کا قصہ

سورۃ الفیل میں اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان فرمایا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ۵۰ روز قبل ہوا۔ یمن کے دارالحکومت صنعاء کا گورنر ابرھہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر مزدلفہ مقام محصر تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمایئے

الم تر کیف فعل ربک باصحاب
الفیل الم یجعل کیدھم
فی تضلیل و ارسل علیھم
طیراً ابابیل ترمیھم بحجارۃ
من سجیل فجعلھم کعصف ماکول

پرویز صاحب کہتے ہیں ترمیھم کی ضمیر طیرا کی طرف نہیں جاتی حالانکہ بالکل بے جا ہے۔ طیرا موصوف ہے اور ترمیھم اس کی صفت، یعنی اللہ تعالیٰ نے ایسے پرندے بھیجے جو ان ہاتھی والوں پر سنگریزے پھینکتے تھے۔ مگر پرویز نے صفت کو موصوف سے کاٹ کر مطلب یہ بیان کیا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو پتھر مارتے تھے۔ اب اس سوال کے رفع کے لئے کہ یہ واقعہ تو نبی اکرمؐ کی ولادت سے قبل کا ہے یہ کہہ دیا کہ آپ پتھر مارتے تھے، یعنی آپ کی قوم پتھر مارتی تھی اور واقعہ یوں بیان کیا کہ مکّہ والے پہاڑوں پر چڑھ گئے وہ اوپر سے ہاتھی والوں کو پتھر مارتے تھے جن سے وہ مر گئے اور پرندے ان کی لاشیں کھانے کے لئے بھیجے گئے۔ یہ ہے معارف القرآن العیاذ باللّٰہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پہلے ہی فرمایا تھا۔ "یدعون الی کتاب اللہ و لیسو امنہ"۔ یہ قرآن پاک کی کھلم کھلا تحریف ہے جو ان لوگوں نے کی۔

افتراق کا باعث کون؟

ان لوگوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ حدیث کے ماننے سے افتراق پیدا ہوتا ہے۔ امت میں مختلف فرقے حدیث کی بدولت ہیں۔ میں نے ایک موقع پر کہا کہ دیکھو ہمارا اختلاف اگر ہے تو فرعی ہے۔ رفع یدین، آمین بالجہر ہاتھ سینے پر یا ناف کے نیچے باندھنے کا اختلاف تو فرعی ہے اولیٰ غیر اولیٰ کا جھگڑا ہے کوئی شخص دوسرے کو یہ نہیں کہتا کہ اس کی نماز نہیں ہوئی نماز کی رکعات میں فرائض اور سنن کی تعداد میں نماز کے اوقات میں نمازوں کی تعداد میں اذان، اقامت طہارت اور دیگر اصول میں کوئی اختلاف نہیں ان امور میں ہم سب متفق ہیں مگر (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبیداللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۶ | جمعہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء - قیمت پچاس پیسے | شمارہ ۴۱

قوتِ اتحاد کا تحفظ کیجئے

مشرق وسطیٰ میں عرب عوام سامراج اور اس کے پروردہ غنڈے اسرائیل کے خلاف فیصلہ کن جنگ میں مصروف ہیں۔ سینا کے محاذ پر مصر کی بہادر افواج دشمن کو دھکیلتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہیں۔ تاریخ میں ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ بھی اسی میدان میں اسرائیل کے عبرتناک حشر کی یادگار بن چکی ہے۔ گولان کے محاذ پر شام، عراق، سعودی عرب، اردن اور مراکش کے غیور مجاہدین اسرائیل سے نبرد آزما ہیں۔

اس جنگ کا سب سے زیادہ خوشنما پہلو یہ ہے کہ جن عرب عوام کو سامراج نے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کر رکھا تھا، آج وہ بھائیوں کی طرح متحد ہو کر اسلام کی سربلندی، اپنے وقار کی بحالی اور اسرائیل کی سرکوبی کے لئے کندھے سے کندھا ملائے کھڑے ہیں اور اسی اتحاد کی برکت ہے کہ ہر نیا دن ان کے لئے فتح و کامرانی کی نوید لاتا ہے۔

عرب عوام کا مثالی اتحاد اور فاتحانہ پیشقدمی جہاں دنیا بھر کے فرزندانِ توحید کے لئے مسرت و شادمانی کا ذریعہ بنی ہے وہاں سامراج کے سینے پر بھی مونگ دل گئی ہے اور عالم اسلام کا صدیوں تک خون نچوڑنے والا گورا سامراج آج فرزندانِ توحید کے دلوں کو ایک ساتھ دھڑکتا دیکھ کر "موتوا بغیظکم" کی عملی تصویر بنا ہوا ہے۔

ہم اس سے قبل بھی یہ عرض کر چکے ہیں کہ اسرائیل کا اپنا کوئی وجود نہیں، یہ تو صرف ایک لیبل ہے جو مشرق وسطیٰ میں سامراج کے مفادات کا تحفظ کرنے والے غنڈوں کی ٹولی پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل کے وجود میں پیوست ہونے والی ہر گولی سامراج کو براہ راست اپنے سینے میں گھستی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور ۱۹۶۷ء میں عربوں کی وقتی ہزیمت پر قہقہوں سے گونجنے والا واشنگٹن وائٹ ہاؤس ۱۹۷۳ء میں اسرائیل کی پٹائی پر ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔

عرب عوام کو جنگ کا جنون نہیں ہے اور نہ وہ شوقیہ لڑائی لڑ رہے ہیں، انہیں اگر "تنگ آمد بجنگ آمد" پر عمل کرنا پڑا ہے تو اس کی کچھ وجوہات ہیں اور وہ اگر سامراج کو دشمن سمجھتے ہیں تو اس کی ایک بنیاد ہے۔ آخر وہ سامراج کے ان چرکوں کو کس طرح بھلا سکتے ہیں جن کے باعث انہیں آگ اور خون کے دریا عبور کر کے اپنی عزت و وقار اور وجود کا تحفظ کرنا پڑ رہا ہے۔ خود اسرائیل کا وجود ہی ایک زہر آلود خنجر ہے جو عربوں کے سینے میں گھونپ دیا گیا ہے

فلسطین کے مظلوم و مقہور عوام کو بے وطن کر کے دنیا بھر سے یہودیوں کو وہاں لا کے بسانا کون سے قانون و انصاف کا تقاضا تھا؟ اور سرزمین عرب کو حصوں بخروں میں تقسیم کر کے سامراج نے کون سے بین الاقوامی اصول پر عمل کیا تھا؟ اسرائیل کی مسلسل پشت پناہی کر کے اور اس کے ہاتھوں میں جدید ترین ہتھیار تھما کر سامراج نے امن و سلامتی کی کونسی خدمت کی ہے؟ اور اسرائیل کے ہاتھوں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی دھجیاں بکھرتے دیکھ کر بھی اس کی پیٹھ ٹھونک کر اقوام متحدہ کے چارٹر کی کس شق پر عمل کیا گیا ہے؟

کوریا، لاؤس، کمبوڈیا اور ویت نام کے کروڑوں مظلوم عوام کے خون سے ہاتھ رنگنے کے بعد آج وائٹ ہاؤس مشرق وسطیٰ کی جنگ میں کودنے کے لئے پر تول رہا ہے، اور اپنے علاقوں کی بازیابی کے لئے جائز جد و جہد کرنے والے عربوں کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے "امن کے ہتھیار" امریکہ سے دھڑا دھڑ اسرائیل پہنچ رہے ہیں۔

امریکہ کا کردار اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سینا اور گولان کے محاذ پر اسرائیل نہیں امریکہ عربوں کے خلاف صف آرا ہے اور شکوک و شبہات کی دھند چھٹ جانے کے بعد اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ عالم اسلام نئے سرے سے صف بندی کرے اور امریکی سامراج کے کھلم کھلا اسلام دشمن کردار کے پیش نظر واضح اور دو ٹوک پالیسی اختیار کی جائے۔

وہ مسلم ممالک جو امریکہ کے دوست سمجھے جاتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ امریکہ سے دو ٹوک بات کریں۔ اور اس پر واضح کر دیں کہ اگر اسے مسلم ممالک کی دوستی عزیز ہے تو اسے عرب دشمن رویہ ترک کر کے اسرائیل کو عرب علاقے خالی کرنے پر مجبور کرنا ہوگا۔

آخر میں ہم اس خدشہ کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ اسرائیل اور اس کے سامراجی آقا عرب عوام کے سب سے مؤثر اور کارگر ہتھیار "اتحاد و یگانگت" پر ہر ممکن ضرب لگائیں گے اور ڈپلومیسی اور وسائل کی تمام قوت اس مقصد کے لئے صرف کریں گے۔ اس لئے اس "قوت اتحاد" کا تحفظ تمام امور پر مقدم ہے۔ اگر عرب عوام اس اتحاد کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو "عرب اتحاد" عالم اسلام کے عظیم تر اتحاد اور شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ثابت ہوگا، اس کے لئے ہم سب کو اپنے وسائل و ذرائع کی حد تک کوشش بھی کرنی چاہیئے اور انتہائی عاجزی کے ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال کریں اور اسلام اور عالم اسلام کی عظمت رفتہ بحال کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

احکام و مسائل

مولانا مفتی عبداللطیف صاحب فقیر والی

اعتکاف و لیلۃ القدر

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت موکدہ بکفایہ ہے۔ اگر اہل محلہ میں سے کوئی بھی اعتکاف نہیں بیٹھے گا تو سب اہل محلہ گنہگار ہوں گے۔ اگر کوئی ایک بھی بیٹھ گیا تو سب اہل محلہ گناہ سے بچ جائینگے اگرچہ ثواب صرف اس شخص کو ہوگا جو اعتکاف بیٹھا ہے۔ اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں:

(الف) مسجد میں ٹھہرنا۔

(ب) اعتکاف کی نیت، بلانیت ٹھہرنے سے اعتکاف نہیں ہوگا۔

(ج) حیض و نفاس سے اور جنابت سے پاک ہونا۔ عورتوں کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا بہتر ہے اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اور پاک ہونے کے بعد صرف اس دن کے اعتکاف کی قضا دے۔ جس دن اس کو حیض یا نفاس آیا۔ اگر رمضان میں پاک ہو جائے تو اس دن کے اعتکاف کی قضا دینا چاہیے۔ تو رمضان کا روزہ ہی کافی ہوگا۔ لیکن اگر بعد رمضان قضا کرے گی تو اس کو اعتکاف کے لئے مستقل روزہ رکھنا ہوگا۔ اعتکاف کے لئے بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے قبل مسجد میں بہ نیت اعتکاف داخل ہونا چاہیئے۔ اور جب تک عید کا چاند نظر نہ آئے اس وقت تک اعتکاف کو باقی رکھے۔ اعتکاف میں بغیر ان ضرورتوں کے جن کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ مثلاً بول و براز و غسل جنابت ان کے لئے اتنا ہی نکلنا جائز ہے کہ ان سے فراغت ہو جائے۔ فراغت کے بعد راستہ میں آتے جاتے کسی کام یا بات کے لئے کھڑا ہوگیا تو اعتکاف ٹوٹ گیا ہاں چلتے چلتے باتیں کر رہا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ حقہ کی مسجد میں پینا جائز نہیں۔ اس لئے اگر کوئی معتکف ایسا ہے جو حقہ پیئے بغیر نہیں رہ سکتا تو حسب صراحت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ اس کے لئے حقہ پینے کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ پی کر کلی کر کے فوراً مسجد میں آجائے۔ اعتکاف میں زیادہ وقت ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک میں گذارے۔ خاموش رہنا جائز ہے۔ بشرطیکہ خاموشی کو عبادت ہی نہ سمجھ لے۔ اس خاموشی کو جو عبادت سمجھ کر اختیار کی جائے۔ فقہا نے مکروہ لکھا ہے۔

لیلۃ القدر

اس رات کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر خیر من الف شہر، یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے سے بیان فرما دی ہے یعنی اس بابرکت رات میں عبادت کرنے کا اتنا بڑا اجر و ثواب ہے کہ اس کے علاوہ دیگر ایام میں ہزار مہینے بھی عبادت کا اتنا ثواب میسر نہیں آسکے گا۔ اس رات کے تعین کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ لیکن اکثر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ اس لئے اگر طاقت و ہمت ہو، تو آخیر عشرہ کی تمام راتوں کو جاگ کر عبادت میں گذارے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس رات کو پالے گا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کو اس رات کچھ نظر بھی آئے، کچھ نظر نہ بھی آئے پھر بھی اس رات کی عبادت کے اجر و ثواب میں کوئی فرق نہیں آسکے گا۔

صدقہ فطر

مالک نصاب مسلمان پر اپنی اور چھوٹی اولاد، غلام باندی کی طرف سے دو سیر کے قریب گندم یا اس کا آٹا۔ چار سیر کے قریب جو یا اس کا آٹا ستو واجب ہے۔ اگر چھوٹی اولاد مالدار ہے تو اس کی طرف سے اس پر واجب نہ رہے گا۔ اگر کسی شخص کے پاس اتنا مال تو نہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو۔ لیکن ضروریات سے زائد اتنے سامان و مال کا مالک ہے۔ جس کی قیمت نصاب زکوٰۃ کو پہنچ جائے تو اس پر بھی فطرانہ واجب ہے، خواہ وہ مال تجارت نہ بھی ہو۔ اور خواہ سال بھی نہ گذرے۔

عید کی صبح صادق کے وقت صدقہ فطر کا وجوب ہوگا۔ لہٰذا جو شخص اس سے پہلے فوت ہو جائے یا فقیر ہو جائے تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح جو شخص صبح صادق کے بعد پیدا ہو، یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔

صدقہ فطر کے وجوب کے لئے روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا تو اس پر بھی روزہ فرض ہے۔ اس کے چھوٹے اور خدمت کے لئے غلام باندی جبکہ یہ روزہ نہیں رکھتے، پھر بھی وجوب ہے۔

صدقہ فطر میں گندم، جو، کھجور، منقیٰ کے علاوہ کوئی چیز دینا چاہے تو ان میں سے کسی کی قیمت کر کے دے دے۔

صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے بھی دینا جائز ہے اگر عید سے پہلے نہیں دے سکا تو اس کو معاف نہیں ہوگا بلکہ بعد میں ادا کرے۔ صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

نماز عید

شوال المکرم کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں۔ اس دن خوشی کے شکرانہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے جو شرائط ہیں وہی عیدین کے وجوب کے ہیں۔

عید کے دن عید گاہ جانے سے قبل کوئی میٹھی چیز کھانا، غسل کرنا، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا۔ عید گاہ میں جلدی جانا۔ جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ پیادہ آنا جانا عید گاہ میں جانے سے قبل فطرانہ ادا کرنا۔ راستہ میں جاتے آتے وقت آہستہ آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد پڑھنا یہ سب چیزیں مسنون ہیں۔ نماز عید گاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ مسجد میں بوجہ مجبوری جائز ہے۔

نماز عید کا طریقہ

نماز عید کے لئے اذان و تکبیر نہیں ہے۔ بغیر اذان و تکبیر کے کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہے۔ پھر ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھے۔ ثناء کے بعد کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کھلے چھوڑ دے۔ دوسری دفعہ بھی ایسا ہی کرے۔ تیسری دفعہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور مقتدی خاموش ہو کر امام کی قرأت سنے۔ اور امام تکبیر کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر قرأت شروع کرے۔ اس کے بعد یہ رکعت حسب معمول پوری کرے دوسری رکعت میں جب اٹھ کر کھڑا ہو، تو بسم اللہ پڑھ کر قرأت کرے۔ جب قرأت پوری کرے تو رکوع جانے سے پہلے ہی ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے دوسری اور تیسری دفعہ بھی ایسا ہی کرے۔ چوتھی دفعہ بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور حسب معمول نماز پوری کرے۔ اس کے بعد امام اٹھ کر کھڑا ہو جائے، اور دو خطبے پڑھے۔ دونوں کے درمیان جمعہ کے خطبہ کی طرح بیٹھے۔ یہ خطبہ سنت ہے۔ لیکن اس کا سننا واجب ہے خطبہ کے بعد دوسرے راستہ سے گھر واپس جائے۔

مولانا ایوب بنوری عازم حرمین ہوگئے

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا محمد ایوب جان بنوری مورخہ ۳۰ ستمبر بروز اتوار عمرہ ادا کرنے کے لئے پشاور سے کراچی بذریعہ خیبر میل روانہ ہوگئے ہیں۔ کراچی سے بذریعہ جہاز جدہ کے لئے روانہ ہونگے۔

یاد رہے کہ نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد پہلے ہی حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ جمعیۃ کے تمام رفقاء امیر صاحب و نائب امیر صاحب کی حج بیت اللہ سے بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

ذخیرۂ ماضی

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

اعتکاف اور لیلۃ القدر

(حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح رمضان مبارک کو سال کے دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں فضیلت بخشی ہے۔ اسی طرح اس کے آخری عشرہ کو پہلے اور دوسرے عشرہ کے مقابلہ میں خاص عظمت عطا فرمائی ہے۔ اس آخری عشرہ کی راتوں اور اس کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت موجزن ہوتا ہے اور اس کے لطف و کرم کی گھٹائیں عالم کو گھیر لیتی ہیں۔ ایک ایک رات میں صادق طالبین کی برسوں کی منزلیں طے ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ان حقائق کو سب سے زیادہ محسوس فرماتے تھے۔ گویا آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اس لئے رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں آپ کی عبادت اور مجاہدہ کی مقدار بہت بڑھ جاتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:-

كان رسول الله صلى الله عليه يجتهد في العشر الاواخر ما لا يجتهد في غيره (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت وغیرہ میں وہ مجاہدہ کرتے اور وہ مشقت اٹھاتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت صدیقہؓ ہی کی ایک دوسری روایت ہے کہ:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر شد مئزره و احيا ليله و ايقظ اهله (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور بیداری کرتے (پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)

آخری عشرہ ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف بھی فرماتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ ہی بیان ہے :-

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى توفاه الله۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک برابر آپ کا یہ معمول رہا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انسؓ کا بیان ہے :-

كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتكف العشر الاواخر من رمضان فلم يعتكف عاماً فلما كان العام المقبل اعتكف عشرين (جامع ترمذی)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہ کر سکے تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔

حضرت انسؓ کی اس روایت میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آپ کس وجہ سے ایک سال اعتکاف نہیں فرما سکے تھے، لیکن سنن ابی داؤد میں حضرت اُبی بن کعبؓ کی ایک روایت سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ ایک دفعہ رمضان مبارک کا آخری عشرہ آپ کا سفر میں گذرا تھا، اس وجہ سے آپ اس سال اعتکاف نہیں فرما سکے تھے، اسی کے تدارک اور تلافی کے لئے اگلے سال آپ نے بجائے دس دن کے بیس دن اعتکاف فرمایا تھا۔

اعتکاف کیا ہے؟

سب سے منقطع اور ہر طرف سے یکسو ہو کر بس اللہ سے لو لگا کے اس کے در پر یعنی کسی مسجد کے گوشہ میں جا پڑنا اور بس اسی کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رہنا، یہ خواص کی عبادت ہے اور اس کے لئے بہترین رمضان مبارک کا آخری عشرہ ہی ہو سکتا ہے یہ روحانی تزکیہ کے لئے اکسیر اور کیمیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ تک پہنچنے کے قریب کسی جاذبۂ غیبی کے تقاضے سے آپ کی طبع مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر اور آبادی سے بھی دور جا کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر کا جو بے تابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا۔ جس کے نتیجے میں آپ کئی مہینے مسلسل غار حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے۔ یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانی استعداد اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ آپ نزول قرآن کا تحمل کر سکیں اور وحی متلو کا بوجھ اٹھا سکیں۔ چنانچہ غار حرا کے اس اعتکاف کے آخری دنوں ہی میں روح الامین جبرئیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۂ اقراء کی ابتدائی آیتیں لیکر نازل ہوئے اور اسی وقت سے نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔ اگرچہ مشہور یہ ہے کہ غار حرا میں سورۂ اقراء کا نزول ربیع الاول میں ہوا تھا۔ لیکن محققین کی تحقیق یہ ہے کہ ربیع الاول سے رویائے صادقہ کی شکل میں وحی ربانی کا سلسلہ شروع ہوا تھا، جو تقریباً چھ مہینہ تک یعنی رمضان مبارک تک جاری رہا۔ اور رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی ایک رات میں حضرت جبرئیل سورۂ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر آئے۔ یہی لیلۃ القدر تھی۔ انا انزلناه في ليلة القدر۔

دراصل رمضان مبارک کا پورا مہینہ روح کی تربیت اور روحانی ترقیوں کا مہینہ ہے۔ اس مقصد کے لئے پورے مہینے کے روزے تو تمام ایمان والوں پر فرض کئے گئے اور اپنے باطن میں ملکوتیت کو غالب اور بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لئے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی یہ قربانی ہر مسلمان کے لئے لازم کر دی گئی کہ وہ اس پورے مبارک مہینہ میں اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نہ کچھ کھائے، نہ کچھ پیئے نہ بیوی سے متمتع ہو، اور اسی کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے۔ اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گذارے۔ اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملکوتی لطائف کے تزکیہ اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لئے اعتکاف مشروع کیا گیا، جس میں روزہ کی مذکورہ بالا عام پابندیوں کے علاوہ اللہ کا بندہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک و مولیٰ ہی کے آستانہ پر اور گویا اسی کے قدموں پر جا پڑتا ہے۔ اسی کو یاد کرتا ہے۔ اسی کے دھیان میں رہتا ہے۔ اسی کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ اس کے قہر و جلال اور اس کے لطف و کرم کے تصورات میں ڈوبا رہتا ہے۔ اپنے گناہوں اور اپنی کوتاہیوں پر روتا ہے اور رحیم و کریم مالک سے رحمت و مغفرت مانگتا ہے، اسی کی رضا اور اسی کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حال میں اس کے دن گذرتے ہیں اور اسی حال میں اس کی راتیں، گویا ان دنوں اور راتوں میں وہ اپنے آپ کو دنیا و مافیہا سے بے تعلق کر کے ایک دوسرے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں بس وہ سرافگندہ بندہ ہوتا ہے اور اس کا وہ رب کریم جس کے بحر کرم کی موجوں کو اس کے سوا کوئی گن بھی نہیں سکتا۔ (باقی صـــ پر)

پندروزہ اسیری کی روداد — قسط نمبر ۲

قانون کے محافظ

لاقانونیت کی زد میں

اسی طرح میاں محمد اسلم کو بلوالیا گیا۔ اور ان سے بھی اسی قسم کی تحریر لی گئی۔ اور پھر ہمیں "اے" کلاس مل گئی۔ چارپائیاں آگئیں اور کرسیاں و میز بھی فراہم کر دیئے گئے۔ علاوہ ازیں جو بھی اے کلاس کی سہولتیں ہیں وہ ہمیں دے دی گئیں۔

گذشتہ روز میں نے جو رقعہ لکھا تھا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کی میز پر پڑا تھا۔ جو انہوں نے مجھے دے کر درخواست کی کہ میں خود اسے پھاڑ دوں۔ تاکہ یہ رقعہ ریکارڈ پر نہ رہے۔ اور میں کسی قسم کی چارہ جوئی نہ کر سکوں۔

میرے دوست اور ساتھی محمد اسلم کی ملاقات پر کوئی بھی شخص آج تک نہ آیا تھا۔ گھر کے حالات جاننے اور خیریت معلوم کرنے کے لئے متفکر تھے۔ اور مجھے کہہ رہے تھے کہ میرے گھر میری سرگودھا میں میری نظربندی کی اطلاع بذریعہ "تار" سپرنٹنڈنٹ صاحب کی اجازت سے بھجوا دی جائے تاکہ گھر انہیں معلوم ہو جائے تار کے ذریعہ ان کو اطلاع مل جائے گی۔ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے۔ کہ اطلاع آئی۔ اسلم صاحب کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بلا رہے ہیں۔ ملاقات ہے۔ چنانچہ وہ ملاقات کے لئے گئے۔ ان کے بھائی محمد امین۔ اور دو ساتھی ان سے ملاقات کرنے آئے تھے۔ کوئی ایک گھنٹہ ملاقات کے بعد اسلم صاحب واپس آئے۔ خوش تھے۔ کہ گھر کی خیریت معلوم ہو گئی۔

باہر کا کھانا منگوانے کی اجازت مل گئی

15/9 - ہمیں باہر کا کھانا منگانے کی اجازت مل گئی۔ قاری عبدالسمیع صاحب نائب امیر جمعیتہ علماء اسلام صوبہ پنجاب کو سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ٹیلی فون کیا کہ قاضی صاحب کا کھانا دو وقت کا بھجوا دیا کریں۔ میں اور میرا ساتھی محمد اسلم ہم دونوں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دفتر میں گئے۔ اور ...... چٹ پر علیحدہ باہر سے کھانا منگوانے کے لئے لکھ دیا۔ مگر یہ اطلاع قاری صاحب کو نہ پہنچ سکی کہ کھانا دو آدمیوں کا بھجوانا ہے۔ چنانچہ صرف ایک آدمی کا کھانا ہم دونوں کھا کر سیر ہو جایا کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے کہ گھر کا پکا ہوا کھانا مل رہا ہے۔ آپ کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرے گا کہ اس کھانے کے انتظام سے قبل ہم کیا کرتے رہے۔ ٹماٹر، پیاز، لیموں وغیرہ کاٹ کر ڈبل روٹی سے دونوں وقت کھانا کھاتے۔ چونکہ جیل میں چاقو چھری رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کام چمچہ کی ڈنڈی سے لیتے۔

16/9 - اتوار کا دن ہے۔ صبح نماز سے فارغ ہو کر چارپائیوں پر لیٹے ہوتے تھے کہ نمبردار نے کہا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب آ رہے ہیں۔ وہ تشریف لائے۔ ہمیں اپنی کوٹھڑی سے باہر بلایا۔ اور صحن میں کرسیاں ڈلوا کر ہمارے ساتھ تقریباً دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ دین کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور وہ بحیثیت سپرنٹنڈنٹ کے اپنے گذشتہ تجربات اور مشاہدات سے ہمیں آگاہ کرتے رہے۔ جیل میں والی بال کا میچ کھیلنے کے لئے کوئی ٹیم باہر آئی ہوئی تھی۔ جو جیل کے کسی اور حصہ میں میچ کھیل رہی تھی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب والی بال کا میچ دیکھنے چلے گئے۔

آج بھی دونوں وقت کا کھانا باہر سے صرف ایک آدمی کا آیا مگر برکت اتنی ہوتی کہ ہم دونوں نے سیر ہو کر کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

17/9 - ہمیں "اے" کلاس ملنے کے بعد جیل حکام کی طرف سے ایک قیدی "نجی" کام کے لئے دیا گیا۔ یہ آدمی سزا یافتہ ہے۔ اور چونکہ قید بامشقت کی سزا پا رہا ہے۔ لہذا اسے "مشقتی" پکارا جاتا۔ وہ ہمارا پانی گھڑوں میں بھرتا۔ ہمارے برتن صاف کر دیتا۔ بستر وغیرہ ٹھیک کرتا اور کمرہ کی صفائی کا خیال رکھتا۔ مگر میں نے اور میرے ساتھی نے حتی الوسع خود کام کیا۔ اور اُسے زیادہ تکلیف نہ دی۔

اخبارات کا روزانہ انتظار رہتا۔ تاکہ دنیا کے معلومات فراہم پہنچتے رہیں۔ مگر روزانہ ہی بار بار تاکید کے باوجود ایک دو بجے سے پہلے اخبار نہ ملتے۔ گو ہمارے خرچ سے اخبار منگوانے کی اجازت سپرنٹنڈنٹ صاحب نے دی ہوئی تھی۔ پھر بھی بہانہ بنایا جاتا۔ کہ آج تمام اخبار بک گئے ہیں۔ یا آدمی نہیں ملا جو لا سکے۔ اس طرح کسی دن ہمیں ٹال دیا جاتا۔

لاہور جیل میں منتقلی کا حکم

18/9 - حسب معمول آج دوپہر کا کھانا آیا۔ اور ساتھ ہی پیغام آیا۔ کہ رات کا کھانا لایا جائے یا نہ کیونکہ اخبارات میں خبر آئی ہے کہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان نے تمام نظربند وکلاء کو لاہور میں یکجا کسی جیل میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ہمارے اخبار حسب معمول ابھی تک نہ آئے تھے۔ اخباروں کا انتظار ہونے لگا۔ اخبارات کوئی دو بجے دن آئے۔ "جمہور" اور "وفاق" میں واقعی ایسی خبر تھی۔ میرے ساتھی میاں محمد اسلم کو تشویش ہوئی کہ اگر وکلاء کو لاہور میں منتقل کیا گیا۔ تو وہ پیچھے اکیلے رہ جائیں گے۔ لہذا میں نے اُن کی تسلی کر دی کہ اگر ایسا حکم آیا بھی۔ تو میں لاہور منتقلی کے لئے ہائی کورٹ کو یادداشت بھیجدونگا۔ کہ میری رہائی میں صرف ایک دن باقی ہے وہ بھی مجھے سرگودہا ہی میں گذارنے دیا جائے۔ اب اسی انتظار میں تھے۔ کہ کسی بھی وقت سپرنٹنڈنٹ صاحب کا پروانہ آئے گا۔ کہ تم لاہور جاؤ۔ اور یہ کہ پولیس گارد تمہیں لینے کے لئے آچکی ہے مگر ایسا نہ ہوا۔ اور رات سکھ کی نیند سے سوئے۔ اب دوسرے دان یعنی 19/9 کو اس حکم کا انتظار ہونے لگا۔

چنانچہ کوئی حکم نہ آیا

19/9 - دس بجے کے قریب سپرنٹنڈنٹ صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایسا کوئی حکم نہیں آیا۔

کان میں تکلیف

گذشتہ شام کو میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب راؤنڈ پر تشریف لائے۔ مجھے کان میں معمولی سی تکلیف تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے دوائی تجویز کی۔ اور حکم دیا۔ کہ انہیں یہ دوائی فراہم کی جائے۔ چنانچہ آج جیل کمپونڈر تصدق صاحب دوائی لائے اور کھانے کی ترکیب بتائی۔

کل ہماری رہائی ہوگی۔ مگر یہ بھی توقع تھی۔ کہ شاید نظربندی کے احکام میں توسیع کر دی جائے۔ اور ممکن ہے کہ پندرہ دن اور بڑھا دیئے جائیں۔ بہرحال سیاست میں سب چلتا ہے۔ ہمیں ایسے احکام آنے میں کوئی تعجب یا اچنبا نہ ہوتا۔ ذہنی طور پر ہم اس کے لئے تیار تھے۔ اور توقع یہی تھی کہ توسیع ہوگی۔

آج رہائی ہونی ہے

20/9 - قبل اس کے ایک ملاقات میں سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ فرما چکے تھے۔ کہ آپ کی رہائی مورخہ 20/9 کو ہوگی۔ انہوں نے یہ کہا کہ جس وقت بھی کوئی قیدی آتا ہے۔ ہم اس کا اندراج آمد اور متوقع رہائی کا ایک رجسٹر میں کر دیتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے معاملہ میں 20/9 کا دن بھی شمار میں ہے لہذا بعد عصر 5 بجے آپ کی رہائی ہوگی۔

صبح ½10 بجے ایک داروغہ آیا۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کہتے ہیں۔ آپ اپنا سامان وغیرہ باندھ لیں آپ کی رہائی ہونے والی ہے۔ میں نے داروغہ کو کہا۔ کہ تم جاؤ۔ ہم سامان وغیرہ تیار کر لیں گے۔ تو اطلاع بھجوا دیں گے۔ اس سے قبل روٹی لانے والے ساتھی کو میں نے اطلاع بھجوا دی تھی۔ کہ 20/9 کو شام 5 بجے ہماری رہائی ہو گی۔ چنانچہ سرگودہا شہر میں اطلاع ہو گئی۔ اور لوگوں کو ہمارے استقبال کے لئے جیل پہونچنے کو کہا گیا۔ اب اس صورت میں جبکہ صبح ½10 بجے سپرنٹنڈنٹ صاحب رہائی کا کہہ رہے ہیں۔ بات سمجھ میں آ گئی۔ کہ یہاں کوئی جلوس نہ نکل سکے۔ اور کوئی استقبال کو نہ آ سکے۔ میں نے تساہل سے کام لیا اور دوسری اطلاع بھجوا دی کہ 5 بجے رہائی ہو گی۔ تو اس اطلاع کی وجہ سے بہت سے لوگ جیل کے باہر ایک بجے سے آنا شروع ہو گئے۔ ان میں قاری عبدالسمیع صاحب امیر صوبہ پنجاب جمعیتہ علماء اسلام اسلوب قریشی صاحب جنرل آرگنائزر جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان میاں محمد حنیف صاحب ناظم جمعیتہ علماء اسلام لاہور، حضرت رائے پوری کے خلیفہ جناب سعید صاحب اور کافی تعداد میں جمعیتہ اور پی ڈی پی کے کارکن آ گئے۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

قرطاس ابیض کی حقیقت

(از جناب قبلہ ایاز بی اے فائنل گورنمنٹ کالج بنوں آرگنائزر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد)

انجیل میں ایک تمثیل اس مفہوم کی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے پاس یہودی ایک عورت کو لے آئے جس پر گناہ کبیرہ سرزد ہونے کا الزام تھا۔ اس گناہ کی سزا پتھروں سے ہلاکت تھی۔ حضرت عیسیٰ ؑ نے لوگوں سے کہا کہ صرف وہ لوگ اس گنہگار عورت کو پتھر ماریں جس سے خود کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ کا یہ ارشاد سن کر سب یہودی ایک ایک کرکے کھسک گئے۔

انجیل کی اس تمثیل کے ذکر کی ضرورت ان فرسودہ الزامات کی وجہ سے محسوس ہوئی جو سرحد کی وزارت خداداد کے سربراہ عنایت اللہ گنڈاپور نے حال ہی میں سابق صوبائی وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود پر ایک قرطاس ابیض کی صورت میں شائع کرائے۔

تبادلوں کے الزامات

قرطاس ابیض میں جن الزامات کا بڑی شد ومد سے ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مفتی صاحب نے سرکاری افسروں کے تبادلے کئے ہیں۔ اس قسم کے الزامات لگانے وقت گنڈہ پور صاحب کو ذرا اپنے اردگرد دیکھنا چاہیئے تھا کہ ان کی حکومت میں کتنے کلرک اور افسر روزانہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ کیا قائد اعظم اور لیاقت علی خاں کے دور میں سرکاری افسروں کے تبادلے نہیں ہوئے اور کیا اب عنایت اللہ گنڈاپور کے مرشد اسلم خٹک اور ان کے آقا جناب بھٹو کی حکومتوں میں سرکاری افسروں کے تبادلے نہیں ہوتے؟ ہاں اگر مفتی صاحب رشوت لیکر کسی افسر کا تبادلہ کر دیتے تو بے شک یہ جرم تھا۔ لیکن خدا کے فضل سے مفتی صاحب کا دامن اس بارے میں بالکل صاف ہے۔ ورنہ اگر ایسا ہوتا تو گنڈاپور آسمان سر پر اٹھا لیتے۔

مقدموں کی واپسی

قرطاس ابیض میں دوسرا بڑا الزام جس کا گنڈاپور کئی انٹرویوز اور تقریروں میں تذکرہ فرما چکے ہیں مقدمات واپس لینے کا ہے۔ گنڈاپور کی زندگی کا ارتقاء چونکہ ایسے ماحول میں ہوا ہے جہاں کوٹ پتلون اور انگریزوں کی سیٹ ہی طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے مفتی صاحب کی حکومت کا یہ عظیم الشان کارنامہ الزامات کی لسٹ میں شمار کیا جانا کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے۔

مفتی صاحب کی حکومت میں بے شک مقدمات واپس لئے گئے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب کا یہ اقدام ان کی حکومت کی برائی نہیں بلکہ خوبی ہے۔ مفتی صاحب کی حکومت میں یہ اقدامات صرف اس صورت میں واپس لئے گئے جب فریقین کے درمیان صلح ہو جاتی اور وہ باہمی رضامندی سے مقدمہ واپس لینے پر متفق ہو جاتے۔ اس سلسلے میں نہ تو ان پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہے اور نہ ہی دھمکیوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور یہ اسلام کے سنہری اصولوں اور قانونی لحاظ سے بالکل ٹھیک ہے۔ مفتی صاحب کی حکومت نے تو یہ اقدامات عین عوامی مفاد کی خاطر کئے ہیں۔ کیونکہ اس طرح دونوں فریقوں کو دردسری سے نجات مل جاتی، وہ عدالتوں اور کچہریوں کی گردشوں سے فارغ ہو جاتے، اور ان کے لئے سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپے کی بچت ہو جاتی اور سب سے بڑی بات یہ کہ دو مسلمانوں کے درمیان بغض و عداوت کا خاتمہ ہو جاتا۔ افسوس ہے کہ گنڈاپور صاحب مفتی محمود کے اس عظیم کارنامے کو ان پر الزامات کی فہرست میں شامل کر رہے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گنڈاپور صاحب کی خواہش ہے کہ دو مسلمان آپس میں مقدمہ بازی میں محو رہیں اور ان کے درمیان محبت نہیں بلکہ عداوت ہو۔ مفتی صاحب کی حکومت نے سینکڑوں خاندانوں کے درمیان محبت پیدا کی اور انہیں مقدمات سے نجات دلا دی۔ صرف بنوں میں مولانا عبدالصمد صاحب ایم پی اے نے ایسے دشمنوں کے درمیان صلح کرائی جو پشت در پشت ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ اور کئی بار کوششوں کے باوجود ان کے درمیان کوئی صلح نہ کرا سکا۔ نوشہرہ میں ولی محمد صاحب ایم پی اے اور ہر ضلع میں اس قسم کی صلح کرائی گئی اور دشمنی دوستی میں تبدیل کر دی گئی ہے۔

مدرسہ معراج العلوم کے لئے اراضی

ایک اور الزام مدرسہ معراج العلوم بنوں کے لئے کم قیمت پر اراضی مہیا کرنا ہے۔ یہ الزام بھی ایسا الزام ہے جس کا ذکر کرتے وقت گنڈاپور کو شرم محسوس ہونی چاہیئے تھی مدرسہ معراج العلوم بنوں بلکہ پورے سرحد کا ایک عظیم الشان دینی ادارہ ہے۔ جہاں ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں جید علماء فارغ ہوتے ہیں۔ ان علماء کا تعلق عموماً وزیرستان، ٹانک، لکی مروت، کلاچی۔ رزمک۔ وتہ خیل۔ کوہاٹ اور دیگر علاقوں سے ہوتا ہے۔ اور یہ علماء وہاں جا کر دین اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس مدرسے میں دیوبند اور حقانیہ کے فارغ التحصیل جید علماء درس دیتے ہیں۔ جن کی لیاقت اور قابلیت پورے سرحد میں مسلم ہے۔ اب اگر مفتی صاحب نے اتنے عظیم الشان دینی ادارے کے لئے کم قیمت پر اراضی مہیا کی تو کیا یہ جرم ہے؟ یہ جرم نہیں بلکہ مفتی صاحب کا اسلامی اداروں کے ساتھ محبت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اگر مفتی صاحب یہ اراضی مفت بھی دے دیتے۔ تب بھی ان پر اس بارے میں الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ اگر مفتی صاحب نے اس عظیم دینی ادارے کے لئے کم قیمت پر اراضی مہیا کر کے "جرم" کیا ہے تو اسلم خٹک صاحب اس مدرسے کا کنٹرول سنبھالنے کے لئے کیوں پر تول رہے ہیں اور علماء کے لئے تنخواہوں میں اضافہ اور طلباء کے لئے وظیفے مقرر کر کے اس ادارے پر ہزاروں روپے ماہانہ خرچ کرنے کے لالچ دے کر خود یہ جرم کیوں کر رہے ہیں۔ بات وہی ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔

اقربا پروری کے الزامات

اس قرطاس ابیض میں مفتی صاحب پر کئی الزامات اقربا پروری اور خویش پروری کے متعلق ہیں۔ اس سلسلے میں ڈیرہ اسمٰعیل خان کی جمعیۃ کے ایک رکن کے لئے روٹ پرمٹ کی منظوری کا الزام بھی ہے۔

گنڈاپور کو یہ الزام لگاتے وقت ذرا عدالت کے اس فیصلے کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جو جمعیۃ کے مذکورہ بالا رکن کے حق میں ہوا تھا۔ مفتی صاحب کے استعفے کے بعد گنڈاپور نے مذکورہ بالا روٹ پرمٹ کی منسوخی کا اعلان کیا تھا جب بات عدالت تک پہنچی تو گنڈاپور صاحب عدالت کے فیصلے کے بعد نگاہ نیچی کئے باہر آ رہے تھے۔ اگر یہ مفتی صاحب کا جرم تھا تو عدالت کا فیصلہ لازماً گنڈاپور کے حق میں ہونا چاہیئے تھا۔ گنڈاپور نے اس کے باوجود یہ الزام لگا کر عدالت کے فیصلے کی توہین کی ہے اور قانون کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ مفتی صاحب پر خویش پروری اور اقربا پروری کے الزامات لگانے سے قبل ذرا گنڈاپور کو اپنی اور اپنے آقا جناب بھٹو کی اقربا پروریوں کا جائزہ لینا چاہیئے تھا۔ کیا سیف الرحمان کیانی کو صرف اس لئے سعودی عرب میں سفیر مقرر نہیں کیا گیا کہ وہ پیپلز پارٹی کا کارکن تھا۔ اس کے علاوہ اس میں اور کوئی خوبی نہیں تھی۔ کیا امیر محمد ایالو کو صرف اس لئے سعودی عرب میں سفیر کا سیکرٹری نہیں لگایا کہ وہ شبیر بابر صاحب کا دوست ہے۔ حالانکہ دونوں صاحبان عربی سے اس قدر نابلد ہیں جتنا کہ چھوٹا بچہ پیدائش کے وقت مادری زبان سے نابلد ہوتا ہے۔ آخر ایسے لوگ عرب جا کر پاکستان کی خاک نمائندگی کریں گے۔ کیا ان لوگوں سے کہیں زیادہ قابل افراد پاکستان میں موجود نہیں تھے۔

موجودہ صوبائی حکومت نے ہر ضلع میں ایسے لوگ بلدیاتی ایڈمنسٹر مقرر کئے ہیں جو کسی درخواست تک کو لکھتے وقت۔ املا ضائع کر دیتے ہیں۔ اور ان ایڈمنسٹریٹروں کی خوبی صرف یہ ہے کہ عوام نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ان کو عبرتناک طور پر مسترد کر دیا ہے۔ اب اس قسم کے لوگ ۸۰۰/- روپے ماہانہ تنخواہ اور سینکڑوں روپے ٹی اے ڈی اے وصول کر کے قوم کی دولت پر گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر اور کوئی خویش پروری اور اقربا پروری ہو سکتی ہے؟

فضول اخراجات

ایک اور الزام اخراجات کے بارے میں ہے کہ مفتی صاحب کی حکومت نے لاکھوں روپے فضول خرچ کئے قرطاس ابیض میں اس سلسلے میں جن اعداد و شمار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر انہیں جمع کیا جائے۔ پھر بھی اخراجات لاکھوں روپے نہیں بنتے۔ اس کے باوجود گنڈاپور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر گنڈاپور صاحب کے دل میں قومی دولت کے ضیاع کا اتنا درد ہے تو انہیں ذرا اپنے آقا بھٹو صاحب کے فضول اخراجات کا جائزہ بھی لینا چاہیئے۔ جو قومی دولت کو مالِ مفت سمجھ کر بڑی بیدردی سے ضائع کر رہے ہیں۔ چند اعداد و شمار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) مرکزی حکومت نے گلگت اور بلتستان کی سات ممتاز شخصیتوں کے لئے تاحیات گذارہ الاؤنس کی منظوری دی ہے:۔

(۱) سابق میر آف نگر مسٹر شوکت علی	روپے ۵۰۰/۰	ماہانہ
(۲) مسٹر جان عالم	۲۵۰۰/۰	"
(۳) مسٹر حسن علی سابق گورنر کیمپر	۱۰۰۰/۰	"
(۴) غازی امان سابق اشکومن	۱۰۰۰/۰	"
(۵) سلطان اصغر	۵۰۰/۰	"
(۶) مظفر الدین	۳۰۰/۰	"
(۷) سید امیر شاہ	۲۰۰/۰	"

(مشرق یکم مارچ ۷۳ء)

گلگت اور بلتستان کی ان ممتاز شخصیتوں پر ماہانہ ساڑھے سات ہزار روپے ضائع کئے جائینگے اور ساٹھ ہزار روپے تو انہیں یکمشت ادا کر دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ فیصلے کے مطابق اس کا اطلاق ۲۲ر اگست ۱۹۷۲ء سے ہو رہا ہے۔

(۲) ایوانِ صدر پر پندرہ کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے جس میں ڈیڑھ کروڑ روپے صرف ائرکنڈیشنڈ پلانٹ نصب کرنے پر خرچ ہوں گے۔ اور ۵۵ لاکھ روپے تزئین و زیبائش پر ضائع کئے جائیں گے۔

(اصغر خاں کا الزام روزنامہ حریت ۹ر جنوری ۷۳ء)

(۳) پنجاب کی حکومت دو لاکھ اننسٹھ ہزار سات سو چالیس روپے داتا دربار کے پھاٹک پر خرچ کرے گی۔

(نوائے وقت ۱۰ر جنوری ۷۳ء)

(۴) وزیر اعظم بھٹو نے حال ہی میں دورۂ امریکہ کے لئے ۶۲ر افراد کا وفد منتخب کیا۔ جس میں کوئی اقتصادی ماہر یا خارجہ امور کا ماہر شامل نہ تھا۔ امریکہ کی حکومت نے صرف ۲۰ر افراد کی ذمہ داری قبول کی۔ جبکہ ۴۲ر افراد کا خرچہ جو کہ لاکھوں روپے بنتا ہے حکومت پاکستان نے ادا کیا۔

(۵) وزیر اعظم بھٹو کے ایک ایک جلسے پر قوم کے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے ضائع کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں جب وہ امریکہ سے واپس تشریف لائے تو مختلف اضلاع سے بسوں اور موٹروں میں جو لوگ استقبال کے لئے لائے گئے تھے۔ اس پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا۔

راجہ افضل ایم پی اے نے جب اس بارے میں پنجاب اسمبلی میں سوال کیا تو حکومتی پارٹی کا کوئی فرد جواب دے سکا

(۶) وزیر اعظم بھٹو نے ۵ کروڑ روپے پر اپنے لئے جہاز خریدا۔ اس قسم کا جہاز صرف جاپان کے سربراہ کے پاس ہے۔

(۷) سرحد کی کابینہ پر جو ایک درجن سے زائد افراد پر مشتمل ہے لاکھوں روپے ماہانہ خرچ ہو رہا ہے۔ گورنر خٹک نے خود تسلیم کیا ہے کہ وزراء باقاعدہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔

(۸) موجودہ صوبائی حکومت نے بلدیاتی ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے ہیں۔ جن پر ہزاروں روپے ماہانہ فضول خرچ ہو رہے ہیں۔

اس قسم کے بہت سے اعداد و شمار پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون قومی دولت کو لوٹ رہا ہے اور کس نے قومی دولت بچائی ہے۔

اسلامی قوانین سے چشم پوشی

قرطاسِ ابیض میں ایک اور الزام یہ ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے دورِ اقتدار میں اسلام کی سربلندی کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ الزام بھی بالکل غلط اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔

(۱) مفتی صاحب نے برسرِ اقتدار آتے ہی سب سے پہلے شراب پر پابندی کا اعلان کیا تھا۔ جہاں تک مفتی صاحب کی دسترس تھی وہاں شراب بالکل بند ہو گئی۔ کلبوں میں شراب کے بجائے نمازیں پڑھی جانے لگیں۔ اور شراب خانے سیل کر دیئے گئے۔ اس کے باوجود اگر چوری چھپے کسی نے شراب پی ہو تو یہ مفتی صاحب کی ذمہ داری نہ تھی، کیونکہ لوگ جرم ہونے کے باوجود قتل اور چوری کرتے ہیں، تو کیا اب قتل اور چوری سے بھی قانوناً پابندی ہٹنی چاہیئے؟

(۲) مفتی صاحب نے صوبائی سطح پر سود کی مکمل ممانعت کر دی تھی۔

(۳) جہیز پر پابندی مفتی صاحب کا زبردست اقدام ہے۔

(۴) یونیورسٹی میں داخلے کے لئے قرآن کریم کی تلاوت اور نماز باترجمہ کی شرط ایک قابل قدر کارنامہ تھا

(۵) سرکاری ملازمین کے لئے کوٹ پتلون کی ممانعت بھی عظیم کارنامہ تھا۔

(۶) رمضان شریف میں تراویح کے وقت ریکارڈنگ قطعاً ممنوع تھی۔

(۷) مفتی صاحب کے دورِ حکومت میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار اسلامی بجٹ پیش ہوا۔ بجٹ میں شراب کی آمدن کا جو ذکر تھا وہ تربیلہ کے غیر مسلم کاریگروں کی شراب کی آمدنی تھی۔ جس پر شرعی لحاظ سے پابندی نہیں لگ سکتی!

(۸) مفتی صاحب کے دورِ اقتدار میں سرکٹ ہاؤسوں اور گورنر ہاؤس میں باجماعت نمازیں شروع ہو گئی تھیں جبکہ اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہر کسی کو علم ہے۔۔۔

(۹) مفتی صاحب نے بتدریج اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے علماء کا ایک بورڈ مقرر کیا تھا۔ جو وقتاً فوقتاً اجلاس منعقد کر کے فیصلے کرتا اور مفتی صاحب ان فیصلوں کو نافذ کرتے۔ بورڈ کے تقرر کے کچھ عرصہ بعد مستعفی ہو گئے۔

(۱۰) جہاں تک آئینی مسائل کا تعلق ہے تو یہ بات یقیناً مسلمانوں کے لئے قابل اطمینان ہے کہ مفتی صاحب کی زبردست کوششوں سے ہی نئے آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط لگا دی گئی۔ مفتی صاحب عموماً آخری دنوں میں آئین کمیٹی کے اہم اجلاسوں میں شرکت کے لئے ظہر کے وقت پشاور سے پنڈی جاتے اور پھر آدھی رات کو واپس آتے اور اکثر گاڑی ہی میں سو جاتے۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ اس کے باوجود گنڈاپور جیسے بے ضمیر انسان مفتی صاحب جیسے عظیم انسان پر اسلام کو نظرانداز کرنے کے الزامات لگاتے ہیں۔

کاش گنڈاپور صاحب ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھتے کہ وہ ایک ایسے عظیم انسان پر الزامات لگا رہے ہیں جس کا دامن بالکل صاف ہے۔ وہ ایک ایسے درویش صفت انسان پر پتھر پھینک رہے ہیں جو ۹ ماہ کے اقتدار کے باوجود اپنے لئے کچی اینٹوں کا مکان تعمیر نہ کر سکا۔ اور جو ۹ ماہ تک برسرِ اقتدار رہنے کے باوجود وزارت اعلیٰ کی تنخواہ نہیں لیتا تھا۔ جنہوں نے سرحد کے عوام کے مفادات کے لئے اپنے اقتدار میں زبردست جدوجہد کی ہے۔ اور جو اب پاکستانی عوام کو ظلم اور بربریت سے نجات دلانے کے لئے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پھر رہا ہے۔

مجھے تو بے اختیار لینن کا وہ شعر یاد آ رہا ہے۔ جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اگر مخالفین الزامات لگائیں، تو انہیں لگانے دو، کیونکہ سمندر کوڑا کرکٹ پھینکنے سے غلیظ نہیں ہو سکتا۔ تاریخ کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ ایک ایسا انسان جو اقتدار کے لئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگاتا ہے ایک ایسے انسان پر الزامات لگا رہا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت خرید نہیں سکتی اور جو کٹھن حالات کا بڑی پامردی سے مقابلہ کر رہا ہے۔

یاد رفتگان

از مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی

مولانا سیّد گل بادشاہ رح

ہمت، جرأت اور خلوص کا ایک پیکر حسین

حضرت مولانا سیّد گل بادشاہ صاحب المتوفی ۱۳۹۳ھ عمر میں، اپنے اقران سے زیادہ بڑے نہیں تھے۔ دورۂ حدیث شریف ہم نے اکٹھا پڑھا تھا۔ مگر جرأت مومنانہ، ہمت مردانہ اور تمام رفقاء کے ساتھ تعلقات مخلصانہ نے انہیں بہت بڑا آدمی بنا دیا تھا ؎

ہمت و پُر دلی و پختہ مزاجی اخلاق
شیوۂ اہل کمال است کہ مرداں دارند

ہم سب ساتھی انہیں مخدوم مدظلہ اور اس قسم کے القاب سے خطاب کرنے پر مجبور تھے۔ دیوان عشق کے ہم سبق ہونے کے باوجود یہی خصوصیات تھیں۔ جن کے باعث سیّد صاحب مدت العمر علماء سرحد کے امیر منتخب ہوتے رہے اور سرحد میں ماوشما کا تو کیا ذکر شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے ارشد تلامذہ اور خصوصی فیض یافتگان کی موجودگی میں بھی سیّد صاحب حضرت کے معتمد خاص اور منظور نظر رہے۔ ھنیئاً لہم ھنیئاً

ہوتے سیرت سے ہیں مرداں دلاور ممتاز ؎
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

اچھی طرح یاد ہے کہ جب شیخ العرب والعجم قدس سرہ ۱۹۴۵ء کے الیکشن میں جمعیت علماء ہند کے نمائندہ کو کامیاب کرانے کے سلسلہ میں کلاچی تشریف لائے اور کسی نے حضرت سے پروگرام کے سلسلہ میں دریافت کیا تو حضرت رح نے سیّد صاحب موصوف کو اشارہ کرتے ہوئے اپنے مخصوص عربی لہجہ کے ساتھ یہ شعر پڑھ کر جواب دیا کہ ؎

رشتہ در گردنم افگند دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

سیّد صاحب سے پوچھئے مجھے کیا معلوم کہ کہاں کہاں جانا ہے۔ حضرت اقدس رح نے جسے دوست کہہ کر پکارا ہو آپ جانتے ہیں۔ آستانہ مدنی کے خدام میں اس کا مقام کتنا اونچا ہو سکتا ہے ؎

غلام خویشتنم خواند لالہ رخسارے
سیاہ روئی من کرد عافیت کارے

اسی سلسلہ میں حضرت رح کا ایک اور ملفوظ بھی ذکر کر دوں جس کا سیّد صاحب ہی کا تعلق ہے۔ یہ ہماری سعادت اور خوش نصیبی تھی کہ حضرت رات گئے کلاچی پہنچے تھے۔ لیکن علی الصبح مسجد میں تشریف لائے اور بیحد مصروفیات کے باوجود بھی نماز کے بعد کتب خانہ نجم المعارف میں ایک گھنٹہ تک تخلیہ فرمایا۔ اور اس کے بعد اس حجرہ میں بیعت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ لوگوں کا بیحد اژدہام ہوا احقر نے چائے پیش کرنے کی گذارش کی تو قبول فرمایا۔ کثرت ہجوم سے اس کے لے آنے میں دیر ہونے لگی تو سیّد صاحب نے فرمایا حضرت پروگرام بیحد طویل ہے۔ پشاور تک پہنچنا ہے عجلت سے کام لیا جائے۔ حضرت نے فرمایا "اور یہ قاضی صاحب نہیں چھوڑتے کہتے ہیں چائے پیئیں گے"۔ سیّد صاحب نے کہا حضرت میں نے چائے واپس کر دی تاکہ وقت بچ سکے۔ کچھ مٹھائی وغیرہ حضرت تک پہنچائی گئی تھی جو چائے کے ساتھ ہی تناول فرماتے۔ حضرت نے فرمایا اچھا تو آجائے اسی کو تھوڑا سا کھا لیں۔ (خدام کی دلجوئی ہی مقصود تھی) فرحمہ اللّٰہ من شیخ مشفق سیّد صاحب نے وقت بچانے کے لئے کہا حضرت اس کو ساتھ جائے قیام پر اٹھا کر لے جائیں گے۔ تو استاد العرب والعجم فقیہہ العصر نے فرمایا:

سیّد صاحب یہ ٹھیک تھوڑا ہے کہ اٹھا کر لے جاویں گے۔ یہ تو اباحت ہے، کھانا ہو تو یہیں کھا لو۔

وہ اب سائل اور مجیب دونوں کو آنکھیں ترستی ہیں ع
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

اب یہ پاکیزہ مجلسیں وہیں ملیں گی جہاں وہ پہنچ گئے۔ اور ع
باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔

اللّٰھم احشرنا فی زمرۃ الصالحین۔ اسی سلسلہ کا ایک اور روح افزا واقعہ بھی سناتا جاؤں تاکہ مضمون صرف تاثراتی ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ کہ عرصہ بعد شیخ التفسیر حضرت لاہوری رح پہلی بار بہت ہی مختصر وقفہ کے لئے کلاچی تشریف لائے۔ گھنٹہ دو سے زیادہ کا وقت نہیں تھا۔ میں چاہتا تھا حضرت مدرسہ نجم المدارس مسجد اور حجرہ کتب خانہ نجم المعارف سب کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازتے جائیں کیونکہ اللہ والے جہاں سے گزرتے ہیں وہیں ع

ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے۔

چنانچہ مدرسہ نجم المدارس میں آپ کو وضو کرایا گیا۔ چائے نوش فرمائی اور مختصر جلسہ ہوا نماز عصر پڑھی اور فراغت کے بعد کتب خانہ نجم المعارف کے پاس سے گزرتے ہوئے احقر نے عرض کیا۔

جناب والا! حضرت مدنی جب یہاں کلاچی تشریف لائے تھے تو اس کمرہ میں تخلیہ فرما کر بیعت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا بے اختیار بولے کہاں احقر نے دروازہ میں کھڑے ہو کر اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں حضرت بیٹھے تھے۔ پھر میں نہیں جانتا حضرت نے کیا دیکھا۔ بے اختیار ہو کر جلدی جلدی جوتے اتارے اس جگہ جا بیٹھے اور بیٹھتے ہی فوراً ہاتھ اٹھائے اور نامعلوم خدا سے کیا کیا مانگتے رہے۔ پھر اسی ہی جگہ بیعت کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔

نہیں معلوم اب تک بھی اسی جگہ پر ع
ہنوز از در و بامم شراب می ریزد

کا مضمون صادق آ رہا ہے۔ یہ کوئی آنکھوں والا ہی بتا سکے گا یا ہماری بداعمالیوں سے سوء ستہ خطایا بنی آدم کے ماتحت پناہ بخدا وہ اثرات باقی نہیں رہے۔

بہر حال سیّد صاحب پر خوب خوب لکھا جانا چاہیئے۔ ان کی زندگی خوب گزری لیکن یہ میری بس کی بات نہیں۔ آپ (مدیر الحق) کو شاید یہ مغالطہ ہوا کہ مجھے آپ کی زندگی کے حالات تفصیل سے معلوم ہوں گے۔ اور اس لئے میری علمی خامی کو برداشت کرتے ہوئے سیّد صاحب پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی مگر واقعہ یہ نہیں ہے۔ مجھے آپ سے ملنے اور آپ کے ساتھ رہنے کے بہت تھوڑے مواقع ملے یہ کام کسی سے ضرور کرایئے موصوف کی زندگی اخلاف کے لئے نہیں اقران کے لئے بھی مشعل راہ بنے گی۔ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم رزم و بزم دونوں کی زینت تھے۔ پیارے آدمی تھے اور انہوں نے اندرونی ربط سے ہی مدت العمر جماعتی ضبط کو قائم رکھا موصوف جہاں پہنچ گئے وہاں کے علماء اور طلباء سے گھل مل گئے جماعتی رفقاء سے اتنا ربط بڑھایا کہ ان کے بال بچوں کے نام پوچھے پھر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ خیریت دریافت کی اور کمال یہ کہ مدت العمر پھر اسے بھولے نہیں گاہ و بیگاہ جب کبھی کوئی خط لکھا تو عموماً سب بچوں کا نام بنام سلام لکھے خیریت پوچھی غم اور شادی کے ہر موقعہ پر احباب سے ربط قائم رکھا۔ عید مبارک میں ہمیشہ پیش قدمی کرتے رہے اور ایک ایک بات میں جماعتی پروگرام کی طرف اشارے کرتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ کسی موقعہ پر جب اخلاقاً مجھے پیش قدمی کرنی چاہیئے تھی۔ شاید جیل سے رہائی کے بعد کا نقشہ ہے۔ بے مروتی کی یا اظہار مروت میں تاخیر کی تو آپ کی جانب سے یاد دہانی پہنچ گئی۔ میں نے دل سے اپنی غلطی تسلیم کی اور انہیں لکھا کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی اور جیسا کہ چاہیئے تھا محض تقدم کا سہرا آپ کے سر رہا و نعم ما قیل ؎

ان الشجاعۃ والمودۃ والندی - فی قبۃ ضربت علی ابن الحشرج

چنانچہ آپ نے میری معذرت قبول کی اور اس تاخیر کا اپنے دل میں کوئی اثر باقی نہیں رہنے دیا۔ البتہ یہ بات ضرور تھی کہ اگر کوئی ساتھ بار بار ان کی توجہ کے باوجود لاپرواہی سے پیش آتا تو واذا استغنی عنہ اغنی نفسہ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ والہ وسلم کے عین مطابق اس سے استغنا بھی برتتے تھے۔ بالخصوص اگر وہ علماء بھی نہ ہوتا پھر جتنا بڑا آدمی ہوتا اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور تکمیل آدمیت کے لئے اس پہلو کا ہونا یقیناً ضروری تھا۔ اٹھتے بیٹھتے اپنے نظریات کی نہ صرف قولی بلکہ عملی تبلیغ بھی کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ غالباً خود ہی یہ قصہ سنایا کہ ایک بڑے مجمع میں سرحد کے ایک اور بڑے لیڈر موجود تھے۔ فرماتے ہیں وہ علماء پر تنقید کرتے رہے کہ یہ لوگ طلباء اور اپنے معتقدین اور مقتدین سے خدمتیں لیا کرتے ہیں۔ فرمایا میں اٹھا اور اگر اپنے عام معمول کے برخلاف قصداً میں نے ساتھی سے کہا بھائی آؤ میرے جوتے اٹھا کر لاؤ اسے موقعہ ملا یا میں نے قصداً اسے موقعہ دیا۔ اس نے جھٹ کہا۔ دیکھئے مولوی

گل بادشاہ ساتھی سے ہی جوتے اٹھوا رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ جناب والا تنظیم کی بنیاد اطاعت امیر پر ہے۔ اسلام نے بھی اس پہ زور دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ نوجوانوں میں اطاعت کا جذبہ پیدا کریں۔ آپ کی باتیں سن کر میں نے قصداً ایسا کیا تاکہ آپ کو اس کا فائدہ بتلا سکوں۔

سرحد میں وہ اپنے ساتھیوں کو ہمیشہ پشتو زبان میں خط لکھا کرتے تھے۔ وہی طبائع اسے پٹھانستان کا ایک حصہ سمجھتے تھے۔ بہرحال سید صاحب تھے اور سیادت قوم کے طور وطریق بڑی حد تک اپنا گئے مرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔ یہ ہمت اور استقلال ہی کی بات تھی کہ سات سال تک قیوم خانی جیل میں کاٹے مگر ذرا بھی نہ جھکے اور نہ ہی واپسی پر قوم سے اس کا کوئی صلہ مانگا۔ یوتھم اللہ اجرا حسنا۔

سرحد میں جمعیت کی کامیابی آپ ہی کی ہمت مردانہ کا دوسرا نام ہے قومی اسمبلی میں سرحد سے اسلام آباد کے لئے جتنی آوازیں اٹھیں اس کے اجر میں یقیناً مولانا گل بادشاہ برابر کے شریک ہیں۔ سرحد کا شاید کوئی خطہ ایسا ہو جہاں مولانا مرحوم نہ پہنچے ہوں۔ اور آپ نے وہاں اپنی آواز نہ پہنچائی ہو۔ پھر جہاں پہنچے شاید ہی کوئی ایسا مقام ہو جہاں کے لوگوں نے آپ کو نہ بلایا ہو۔ سیاسی اور اصلاحی ہر قسم کی تقریر پُر اثر اور دلنشین ہوتی تھی۔ زبان پرستی کے اس دور میں ان کی تقریریں پنجاب میں دلچسپی سے سنی جاتی رہیں۔

تصلب کا یہ عالم تھا کہ ٹھیٹ سیاسی ہونے کے باوجود لمبی تسبیح بڑی مسواک ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اور اپنے سیاسی ماحول میں رہتے ہوئے بھی یہ تاثر دینا ضروری سمجھتے تھے۔ کہ ان سنن کو باقی رکھنا ہمارے پروگرام کا جزو ہے۔ غالباً مشرق ہی کو گیارہ سوالات کا انٹرویو دیتے ہوتے بھی جہاں تک یاد پڑتا ہے لمبی تسبیح ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھے۔ سوالات کے جوابات نہایت سنجیدہ اور سیاسی مگر شکل وشباہت ایک صوفی اور متقشف عالم دین کی۔

سیاست کے جھول میں جبکہ سیاسی پلیٹ فارم پر ناقابل برداشت لوگوں کو بھی برداشت کر جاتے تھے لیکن مذہبی تصلب کے ماتحت دارالعلوم حقانیہ میں مولوی محمد یوسف مودودی کے وجود تک کو اتنا ناگوار سمجھا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم جیسی دینی اور مذہبی شخصیت سے بھی الجھ پڑے تھے۔ سیاسی جماعت کی امارت کو سنبھالنے کے باوجود سرحد میں فتنہ اعتزال کی مخالفت آپ کا مستقل پروگرام تھا۔ پنج پیریوں کے تعاقب میں بلوچستان تک جا پہنچے۔

قائد میں جرأت نہ ہو تو قوم کو لے ڈوبتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس جوہر سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ اسی ایک ہی واقعہ سے آپ کی جرأت کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں ہے اور وہ یہ کہ اس آخری الیکشن میں ڈیرہ اسماعیل خاں کے حلقہ قومی اسمبلی کے لئے چند دن راقم الحروف اور مولانا مرحوم اکٹھے رہے۔ ہم ایک ایسے علاقہ میں گئے جہاں مخالفت کا زیادہ خطرہ تھا اور ایسا ہی واقع ہوا اس حلقہ کے دو چار مقامات پر ہم کو سنت کے عین مطابق سنگ باری کی زد اٹھانی پڑی۔ اسی سفر میں ہم ایک ایسی بستی میں ایک دن ظہر کے وقت پہنچے۔ جہاں وڈیروں نے لوگوں کو کہہ رکھا تھا کہ ان مولویوں سے کچھ بھی تعاون نہیں کرنا ہے۔ چائے پانی تک سے قطعاً ممنوع قرار دی گئی تھی۔ جیپ ہماری خراب ہو گئی تھی وہ ہم چھوڑ کر آگے چلے گئے تھے۔ اس بستی میں ہم اونٹ پر سوار ہو کر پہنچ رہے تھے۔ لوگوں نے ہمارے جاتے ہوئے کچھ اچھے تاثرات کا اظہار کیا علیک سلیک جیسا کہ پٹھانوں کی توقع تھی نہیں کی۔ ہم نے اندازہ لگایا کہ افواہ غلط نہیں ہے۔ حسب پروگرام مسجد میں گئے۔ باہر دوسری بستی سے آئے ہوئے کچھ لوگوں نے چائے وغیرہ سے ضیافت کی۔ جلسہ شروع ہونے سے پہلے وہاں کے ایک وڈیرہ نے بات چیت کی سید صاحب اور قضاۃ کلاچی کی دل کھول کر تعریف کی۔ یہ الفاظ دیگر ہمیں ذہنی رشوت دینی چاہی اور اس میں کہا کہ لیکن تم ووٹ اس شخص کے لئے مانگ رہے ہو۔ جس نے صدر ایوب سے لاکھ روپیہ لے کر ووٹ بیچا۔ سید صاحب نے کہا کون کہتا ہے۔ اس نے اپنے سے ایک بڑے کا نام لے کر کہا۔ یہ تو فلاں صاحب نے مجھے خود کہا ہے۔ گویا اس وڈیرہ کا نام ہی مکمل سند تھی۔ اس سب علاقہ کے لئے سید صاحب نے بڑی قوت سے کہا وہ جھوٹ بولتا ہے اس کے کان اس بڑے کے متعلق اتنے سخت اور صاف الفاظ سننے سے ناآشنا تھے۔ وہ کچھ آگے بڑھا۔ سید صاحب بھی جواب دیتے رہے۔ میں نے قصہ مختصر کرنے کے لئے تلاوت اور پھر نعت شروع کرا دی کہ وقت تھوڑا ہے۔ جلسہ ہو جاوے ہم کو آگے جانا ہے۔ جب نعت ختم ہوئی عادت کے مطابق مجھے تقریر کرنا تھی اور پھر سید صاحب کو مگر اس دفعہ سید صاحب اٹھے اور بلند آواز سے مجھے کہا آج میں پہلے تقریر کروں گا۔ تقریر کیا تھی اول سے آخر تک انہوں نے خوب خوب ان کی قلعی کھولی۔ ان کے آباؤ اجداد تک کی انگریز پرستی کی داستان سنائی اور کھول کھول کر سنائی اور بار بار کہتے رہے کہ شیخ الحدیث مفتی محمود کے خلاف ان جھوٹوں کے الزام پر اعتماد کروں۔ غرض گھنٹہ تقریباً بولے ہی نہیں برسے۔ ایک طرف میری پریشانی ان کے ایک ایک جملے پر اس لئے بڑھتی رہی کہ اگر خدانخواستہ ان کو ذرا بھی تکلیف پہنچائی گئی تو اس کی پوری ذمہ داری مجھ پر ہو گی کیونکہ میں اس ضلع کا باشندہ ہوں۔ اور اس معزز مہمان کے احترام واکرام کی پوری ذمہ داری مجھ پر ہے۔ مگر دوسری طرف آپ کی جرأت صاف گوئی اور متزاید اطمینان پر خوشی بھی ہوتا رہا۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ وہ بلا کسی ظاہری اسباب کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت سے ان سب کو ساکت اور صامت بنا دیا اور کسی کو کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اوپر غیبی تائید یہ ہوئی کہ ہم نے عصر تک جلسہ ختم کر دیا۔ اور ادھر سے جیپ بھی بن کر پہنچ گئی۔ یہ مرحوم کی جرأت کا نمونہ تھا۔ اگلے پروگرام کی کڑی پھر مولانا کی ہمت کے ساتھ ملائیے کہ وہیں سے عصر کو روانہ ہوئے۔ مغرب تک ایک بستی میں پہنچے۔ وہیں غالباً بارہ بجے کے قریب جلسہ سے فراغت ہوئی اسی وقت وہاں سے اونٹ پر چل دیئے کیونکہ جیپ پھر خراب ہو گئی تھی۔ ہم چند میل ہی گئے تھے کہ جیپ بن کر آ گئی۔ اونٹ کو واپس کر دیا گیا۔ جیپ کچھ ہی چلی تھی کہ پھر ٹھہر گئی۔ اور ہم نے ریگستان کا وہ سفر رات کے اندھیرے میں پیدل طے کیا۔ سید صاحب نے ذرا بھی تو استنکاف نہیں کیا اور پوری خندہ پیشانی سے چلتے رہے۔ صبح چار بجے پو پھٹنے سے قبل بس کے اڈہ پر پہنچے۔ وہاں سے اسی میل سفر کے بعد کلاچی پہنچے یہیں جمعہ پڑھایا۔ اور پھر سائیکلوں کے ایک قافلہ کے ساتھ سائیکل ہی پر سفر کر کے رات کا جلسہ ایک بستی میں کیا گیا۔

بہرحال وہ ان کی جرأت تھی اور یہ ان کی ہمت ان خصائل اور فضائل کی وجہ سے وہ ہمیشہ سابق الاقران اور منظور اعیان رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان کی تمام لغزشوں کو معاف فرمایا ہو گا۔ اور انہیں ان کی دینی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمایا ہو گا —— سرحد کے پٹھانوں کو دینی سیاست پر لانے میں حقیقتاً مولانا مرحوم کا بڑا حصہ تھا۔ اور یہ ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(بشکریہ "الحق" اکوڑہ)

بقیہ: پندرہ روزہ اسیری

سامان کیا تھا۔ کوئی ہم کسی شہر میں دورے پر گئے ہوئے تھے۔ ہم جیل میں نظربند تھے۔ دو جوڑے کپڑوں کے۔ تولیہ۔ صابن۔ بس اور کیا ہو سکتا تھا۔

ٹھیک دو بجے بعد دوپہر ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا کا بڑا دروازہ کھلا۔ میں اور میرا ساتھی۔ پندرہ دن کے بعد باہر نکلے۔ دوستوں نے جمعیۃ کے اکابرین نے کارکنوں اور مداحوں نے مخلصانہ استقبال کیا۔ اور ہار بھی پہنائے۔

راستہ میں اکثر لوگوں نے مبارکباد دی۔ اب ہماری سواری قاری عبدالسمیع صاحب کے مدرسہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یہاں مولانا مفتی محمود صاحب جو گذشتہ شب ہماری ملاقات کے لئے لاہور سے متحدہ محاذ کی میٹنگ کے بعد تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہماری آمد کے منتظر تھے۔ راستہ میں کافی وقت لگ گیا۔ مدرسہ پہنچے۔ مفتی صاحب نے آگے بڑھ کر خوش آمدید کہا۔ معانقہ ہوا۔ جیل کے پندرہ دنوں کی داستان سنائی۔ محاذ کی گذشتہ میٹنگ جس میں میں نظربندی کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا تھا کی روئیداد سنی اور محاذ کے فیصلہ کے متعلق مفتی صاحب نے بتایا۔

وزیراعظم سے کوئی مذاکرات نہ ہوں گے۔

مفتی محمود صاحب نے بتایا کہ محاذ کی گذشتہ میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ محاذ۔ وزیراعظم کی مذاکرات کی پیشکش کو مسترد کرتا ہے۔ اور جب تک کہ مری مذاکرات پر کئے گئے فیصلوں کا عملدرآمد نہیں ہوتا۔ کسی بھی قسم کے مذاکرات نہیں کئے جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت رائے پوری سے ملاقات کی اور بعد ازاں لاہور واپسی ہوئی۔

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

سیاسی کارکنوں پر تشدد کرنے والے پولیس افسر معطل کئے جائیں

ولی خاں پر قاتلانہ حملہ کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے امیر مولانا محمد شمس الدین نے جناب ولی خاں پر قاتلانہ حملے کی شدید مذمت کی انہوں نے مطالبہ کیا کہ حملہ آوروں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ جمعیۃ کے سیکرٹری جنرل جناب محمد زمان خان اچکزئی نے سکھر سے ایک بیان میں اس واقعہ کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی شخصیتوں کے قتل کا سلسلہ شروع ہو گیا تو ملک میں خانہ جنگی چھڑ سکتی ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے اور اہم سیاسی شخصیتوں کے تحفظ کی ضمانت دی جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی مجلس عاملہ نے پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کے گرفتار شدہ اراکین پر پولیس اور جیل کے حکام کے تشدد پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے ان واقعات کی شدید مذمت کی ہے کہ مولانا شیر محمد اور رشید اختر کو عریاں کر کے ننگی عورتیں ان پر مسلط کی گئیں۔ عاملہ نے کہا ہے کہ ایسے واقعات اور بربریت کسی بھی مہذب ملک میں نہیں ہو سکتے۔ اور پاکستان جبکہ ایک اسلامی ملک ہے اور اس کا مذہب اسلام قرار دیا جا چکا ہے تو پھر ایسے ننگِ انسانیت واقعات ہماری تاریخ پر سیاہ دھبہ ہے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان واقعات کی تحقیقات کروائیں اور ان پولیس افسران اور جیل کے حکام کو معطل کریں، جنہوں نے ایسے انسانیت سوز حرکات کی ہیں۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ ملتان کے قاری نور الحق قریشی اور خواجہ عبد الرؤف پر تشدد کے واقعات پر گہرے رنج کا اظہار کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس طرح کی وحشیانہ سزائیں سیاسی قیدیوں کے نصب العین کو بدل نہیں سکتیں۔

لوگ پتے کھانے پر مجبور ہو گئے

پنوں عاقل سندھ سے جناب محمد یوسف مری بلوچ نے مدیر ترجمان اسلام کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ تحصیل کوہلو بلوچستان میں عوام پر ظلم و تشدد انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ دیہات میں راشن بالکل نہیں پہنچنے دیا جاتا۔ لوگ درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت کا مارا چوری چھپے غلہ یا کوئی خورد و نوش کا سامان لے جانے کی کوشش میں پکڑا جاتا ہے تو اسے شرپسند قرار دے کر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے فصلوں پر باقاعدہ پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں اور مالکوں کو بھی فصلیں کاٹنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور اس پر بھی عوام کو روز یہ دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ اگر تم نے کوئی احتجاج کیا تو تمہیں کچل کر رکھ دیا جائے گا۔

آپ نے کہا کہ اس سے اکبر بگٹی کے ان بیانات کی حقیقت معلوم کی جاسکتی ہے۔ جن میں وہ روز یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان میں سب اچھا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس بروز بدھ سہ پہر شیرانوالہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں عرب اسرائیل جنگ کے متعلق تمام پہلوؤں پر غور و خوض کیا گیا۔

اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف عرب ممالک کی عملی طور پر مدد کرے۔ اس وقت تک حکومت کی طرف سے اس جہاد میں عملاً کسی قسم کا عملی حصہ لینے کے لئے کوئی اعلان نہیں ہوا۔ گذشتہ چند دنوں کی خاموشی حکومت پاکستان کی پوزیشن کو مجروح کر رہی ہے۔ یہ جہاد اسرائیل کے خلاف دنیا کے تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس میں کسی طور پر پیچھے رہنا دینی اور اخلاقی جرم کے مترادف ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام لاہور مولانا مفتی محمود صاحب کے حالیہ بیان کی جو انہوں نے عرب اسرائیل جنگ کے متعلق دیا ہے پر زور تائید کرتی ہے اور رضاکار بھیجنے کے لئے تیار ہے۔

حکومت پاکستان سے مزید مطالبہ کیا جاتا ہے کہ عوام کی خواہشات کے مطابق ڈاکٹر، نرسیں، فوجی رضاکار، ادویات، جنگی سازو سامان فوری طور پر بھیجنا شروع کرے نیز یہ اجلاس حکومت امریکہ کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ عرب اسرائیل جنگ میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اور چھٹے بحری بیڑے کو اس جنگ میں جھونکنے کی کوشش نہ کرے

جمعیۃ علماء اسلام روڈا کا انتخاب

نگران حضرت مولانا حاجی عبد الرحیم مہتمم مدرسہ عربیہ بہار العلوم و مدرسہ رحیمیہ شمالی روڈا

سرپرست:۔ حضرت مولانا محمد جمیل صاحب خطیب جامع مدنی مسجد مہاجرین مرکزی روڈا۔

امیر:۔ چوہدری عبد الغنی صاحب مرکزی روڈ

نائب امیر ۱۔ ملک صوفی احمد خاں صاحب علی پور

نائب امیر ۲۔ حافظ محمد اسماعیل صاحب بھی شمالی روڈا

ناظم اعلیٰ:۔ حافظ محمد عاشق الٰہی مدرس مدرسہ عربیہ بہار العلوم مرکزی روڈا

نائب ناظم ۱۔ حضرت مولانا غلام یاسین صاحب گوہر خطیب جامع نورانی مسجد کھرلانوالی مشرقی روڈہ

نائب ناظم ۲۔ چوہدری جان محمد صاحب جاپانہ مرکزی روڈہ

سالار۔ حضرت مولانا حافظ داؤد احمد صاحب امام جامع مدنی مسجد مہاجرین شمالی روڈہ

خزانچی۔ چوہدری صوفی محمد یوسف صاحب مرکزی روڈہ

ناظم دفتر / سیکرٹری اطلاعات۔ صوفی محمد یامین صاحب دکاندار مرکزی روڈہ

مہنگائی پر قابو پایا جائے

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کی مجلس شوریٰ کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت مولانا عبد العلیم صاحب جالندھری منعقد ہوا۔ جس میں ملک کی سیاسی و اقتصادی صورت حال پر غور و خوض کیا گیا اور مندرجہ ذیل قراردادیں بالاتفاق پاس کی گئیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مہنگائی پر مکمل طور پر قابو پا کر عوام کی پریشانی کو دور کیا جائے۔

(۲) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے احترام میں ہوٹلوں اور چائے خانوں پر پردے ڈال کر کھانے پینے اور فلمی گانے بجانے پر مکمل پابندی لگا کر اسلام دوستی کا ثبوت دے۔

(۳) یہ اجلاس نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ اور حزب اختلاف کے قائد خان عبد الولی خاں پر قاتلانہ حملہ پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مجرموں کو فوری طور پر گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے اور ملک میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے اور تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے

(۴) یہ اجلاس اپنے اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ہر قسم کے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے اور ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا گیا۔

گرفتاری

جمعیۃ علماء اسلام ضلع خیرپور کے جنرل سیکرٹری جناب محمد زمان خاں عزیز نے اطلاع دی ہے کہ مولانا محمد انور صاحب مہتمم انوار العلوم سکھر اور مولانا دوست محمد صاحب خطیب ریلوے مسجد نواب شاہ کو بھی تحریک سول نافرمانی کے دوران گرفتار کیا گیا۔ یہ دونوں بزرگ جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔

بقیہ ـــــ ذخیرۂ ماضی

پھر کون اندازہ کر سکتا ہے لطف و کرم کی اس بارش کا جو اس خاص عالم میں اس بندہ پر ہوتی ہے۔

فی الحقیقت اعتکاف اگر شعور اور اخلاص کے ساتھ ہو تو آخرت کے لئے اکسیر اور نسخہ کیمیا اور خزائن رحمت خداوندی کی کلید ہے۔

لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری عشرہ کی ایک خاص فضیلت اور اعتکاف کے لئے اس کے تعین کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر (جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے) عموماً اسی عشرہ میں ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا

تحروا لیلۃ القدر فی الوتر ــ شب قدر کو تلاش کرو
من العشر الاواخر من ــ رمضان کی آخری دس
رمضان۔ ــ راتوں میں سے طاق
(صحیح بخاری) ــ راتوں میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر زیادہ تر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ یعنی اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں،

اس مضمون کی حدیثیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے علاوہ متعدد دوسرے صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ ان سب حدیثوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ "شب قدر" کی کوئی خاص تاریخ مقرر نہیں ہے۔ لیکن وہ عام طور پر رمضان ہی میں اور اکثر و بیشتر اس کی آخری دس راتوں میں اور ان میں سے بھی خاص کر طاق راتوں میں ہوتی ہے۔

شب قدر کی عظمت و اہمیت احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی خاص اہتمام سے بیان فرمائی گئی ہے بلکہ اس کی پوری ایک سورہ میں اسی کا بیان ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام ہی سورۃ القدر ہے۔ اس صورت میں جس طرح اس مبارک رات کی عظمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عظمتیں ہمارے فہم و ادراک کے حدود سے بھی باہر ہیں۔

یہ بیان فرمانے کے بعد کہ "قرآن کا نزول شب قدر میں ہوا ہے" ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وما ادراک ما لیلۃ القدر۔ یعنی تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے یعنی اس کی عظمتیں اور برکتیں تمہارے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں۔ "لیلۃ القدر خیر من الف شھر"۔ یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بھی بہتر اور افضل ہے جس کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ اللہ کے قرب و رضا کی جو منزلیں ایک ہزار مہینوں کے دنوں اور راتوں میں طے نہیں ہو سکتیں وہ اس ایک رات میں طے ہو جاتی ہیں اور اس ایک رات کی عبادت و مجاہدہ پر اللہ تعالیٰ سے جو کچھ پانے کی توقع ہے وہ اس سے زیادہ ہے جن کی امید ایک ہزار مہینوں کی عبادت و مجاہدہ پر کی جا سکتی ہے

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب دوسری عام مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق اور احکم الحاکمین ہے۔ اس کو حق ہے کہ جس جگہ اور جس وقت کے کسی عمل کا جو چاہے اجر و ثواب مقرر فرما دے۔

واللہ ذو الفضل العظیم

(بشکریہ الفرقان لکھنؤ)

جمعیتہ روڈو سلطان کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام روڈو سلطان ضلع جھنگ کا یہ اجلاس جامع مسجد حضرت مولانا دوست محمد شہید میں زیر صدارت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب ناظم عمومی ضلع جھنگ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں۔

(۱) جمیعۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس مرکزی قائدین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا عبیداللہ انور اور دیگر اکابرین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

(۲) جمعیۃ کا یہ اجلاس متحدہ جمہوری محاذ کی اسلامی دفعات کو موثر بنانے، جمہوریت کے قیام، بنیادی حقوق اور آمریت کے خاتمہ کے لئے شروع کی گئی تحریک کا خیر مقدم کرتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کا سد باب کرے۔ گراں فروشوں اور ذخیرہ اندوزوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

(۴) یہ اجلاس متحدہ محاذ کے محب وطن لیڈروں اور اراکین پر ظلم و تشدد کی پرزور مذمت کرتا ہے اور ان کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔

(۵) یہ اجلاس ضلع جھنگ کی تباہی و بربادی کو مفاد پرست عناصر کی خود غرضانہ سازش تصور کرتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تریموں کے مقام پر جانب غرب کو نکالی جانے والی نہر رنگ پور کا پل سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے جھنگ احمد پور روڈ پر آمد و رفت میں بہت تکلیف ہے۔ اس علاقہ کے غریب عوام کو بس مالکان کی لوٹ کھسوٹ سے بچایا جائے۔

مرزائی گھرانہ مسلمان ہوگیا

کوئٹہ میں ایک پرانا مرزائی گھرانہ قبول اسلام کر کے مسلمان ہوگیا۔ کوئٹہ کے ایک اہلحدیث حاجی ملک عبدالحمید صاحب صاحب مالک بمبئی اسٹور کے بڑے بھائی ملک سعید احمد بمعہ اپنے اہل و عیال مولانا عبدالشکور خطیب جامع مسجد کوئٹہ کے ہاتھوں مسلمان ہوگئے۔ جناب حاجی ملک عبدالحمید صاحب ایک پرانے دیندار اہلحدیث گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ انہیں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ وہ گزشتہ ۳۰ سال سے اپنے بڑے بھائی کو دعوت اسلام دے رہے تھے آخر کار وہ کامیاب ہوگئے۔ مجلس ختم نبوت کے ناظم جناب منظور احمد نے حاجی ملک عبدالحمید کو مبارکباد پیش کی ہے

ابتدائی شاخہائے جمعیۃ تحصیل ہیڈ عاقل

(۱) حلقہ وادی گوٹھ متصل ہالیجی شریف۔

امیر میاں محمد عثمان - نائب امیر میاں محمد سلطان ناظم اعلیٰ میاں عبدالحلیم صابری - نائب ناظم عبدالحی تاجر - خزانچی عبدالعظیم - ناظم نشر و اشاعت اللہ جوایا۔

(۲) اللہ جوایا حلقہ کوٹھو متصل ہالیجی شریف

امیر میاں جی الٰہی بخش - نائب امیر عبداللطیف ناظم اعلیٰ امیر حمزہ - خازن حاجی محمد امین - سالار مولانا عبدالرحیم

(۳) حلقہ محمد عارف جاجڑ متصل ہالیجی شریف

امیر محمد عالم - ناظم اعلیٰ محمد یعقوب - ناظم عابد - خزانچی عبدالعزیز -

(۴) حلقہ فتح علی انڈھڑ متصل ہالیجی شریف

امیر فقیر وزیر دین - ناظم اعلیٰ حاجی پہلوان خزانچی محمد لائق

(۵) حلقہ میانا جی گوٹھ جاچڑ

امیر مولانا شرف الدین صاحب - نائب امیر مولوی عبدالرحیم صاحب - ناظم اعلیٰ مولوی رحیم بخش - خزانچی حاجی عبدالغفور سالار مولا بخش۔

جناب محمد زمان اچکزئی کا طبی معائنہ

سکھر - جمیعۃ علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری اور سینیٹر محمد زمان خان اچکزئی کا سکھر میں طبی معائنہ کرانے پر بتایا گیا ہے کہ ان کا جگر کمزور ہوگیا ہے۔ ان کو تین ماہ متواتر علاج معالجہ کرانا ہوگا اور کم از کم ایک ماہ مکمل آرام کرنا پڑے گا۔ کافی گرمی کے باوجود وہ رمضان المبارک سکھر میں گزاریں گے تاکہ علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ وہ مکمل آرام کر سکیں۔

مولانا حبیب اللہ کا سفر حرمین

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال حج کے مبارک سفر کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے بعد قائمقام امیر جناب سید مقبول حسین صاحب ایڈووکیٹ اوکاڑہ ہوں گے۔

تعزیتی اجلاس

حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ کی وفات حسرت آیات پر جامع مسجد وحدت کالونی حیدرآباد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالمتین صاحب نے مرحوم کے حالات زندگی اور اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی۔ آخر میں قرآن پاک ختم کر کے ایصال ثواب کیا گیا۔

مولانا خالق داد ضیاء مینگل

کو جامع مسجد قلات میں قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کے جرم میں پولیس نے گرفتار کر لیا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ موصوف کو جلد رہا کیا جائے (ادارہ)

مکتوب آزاد کشمیر

"آزاد کشمیر کا بحران" کی ضبطی

(مولانا محمد اسحاق بلندری)

اس ہفتے کے اخبارات میں یہ اہم خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت آزاد کشمیر نے "آزاد کشمیر کا بحران" نامی کتاب کی طباعت و اشاعت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے اس کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر لی ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ پچھلے دنوں (کوئی چار پانچ ماہ قبل) آزاد کشمیر کی حکومت سے متعلق جو بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، ظفر اعوان نامی ایک صحافی نے اس کے بارہ میں ایک کتاب تالیف کی، جو کافی ضخیم ہونے کے ساتھ ساتھ اہم نوعیت کی معلومات اور چونکا دینے والی اطلاعات پر مشتمل تھی۔ جس کے باعث یہ کتاب بڑی مقبول بھی ہوئی اور مشہور بھی، حکومت آزاد کشمیر نے اسے اتنا پسند کیا کہ نہ صرف یہ کہ اس کے مؤلف کو نوازا، بلکہ اس کی طباعت و اشاعت کے مصارف بھی خود برداشت کئے اور اسے خوب خوب پھیلایا بھی۔ چنانچہ "یوم نیلا بٹ" کے موقع پر صدر حکومت کے برادر حقیقی سردار عبدالغفار خاں نے خود اسے فروخت کرنے کی خدمت انجام دی۔ جس پر اس کی سینکڑوں جلدیں فروخت کر کے ہزاروں روپے کی تجوری اس کے مؤلف کی خدمت میں پیش کی اور اس کی خوب خوب پبلسٹی کرائی گئی۔ دوسری طرف حکومت آزاد کشمیر کے نکتہ چینوں اور اپوزیشن لیڈروں نے اس کی اشاعت پر حکومت پر بہت بڑی نکتہ چینی کی اور اس قسم کے الزامات اور اعتراضات اپنی تقریروں اور اخباروں میں حکومت پر عائد کئے کہ "اس کتاب کی اشاعت آزاد کشمیر کے آئین سے غداری کے مترادف ہے۔ اس کی اشاعت سے آزاد کشمیر اور پاکستان کے درمیان تصادم پیدا کرنے کی سنگین کوشش کی گئی ہے"۔ "اس میں خفیہ دستاویزی ثبوت مؤلف کو مہیا کر کے صدر حکومت نے حلف وفاداری کی دھجیاں اڑا دیں"۔ "اس کی اشاعت سے مسئلہ کشمیر اور کشمیری عوام کے کاز کو زبردست نقصان پہنچ سکتا ہے" وغیرہ وغیرہ بنا بریں آزاد کشمیر کی عوامی حکومت نے اس کی طباعت و اشاعت کو غیر قانونی قرار دے کر اس کی تمام کاپیوں کی ضبطی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ اب سنجیدہ حلقے انگشت بدنداں اور سر بگریباں ہیں کہ اسے کیا کہیے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب اتنی غلط اور ایسی خطرناک تھی تو اس کی تعریف و توصیف اور پبلسٹی و اشاعت میں اتنا جوش کیوں دکھایا گیا اور سرکاری خزانے سے اس پر اتنا خرچہ کیوں کیا گیا اور اگر یہ فی الواقعہ کوئی قابل قدر کوشش اور لائق تعریف کارنامہ تھا تو اسے اب ضبط کرنے اور ممنوع قرار دینے کا کیا جواز؟ شاید حکومت ہی اپنے ذرائع سے اس گتھی کو سلجھائے۔

باغ کنونشن طلبہ کی قوت کا مظاہرہ ہوگا

آزاد جموں و کشمیر جمعیۃ طلباء اسلام کے ناظم اعلیٰ جناب محمد اسماعیل فاروقی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ باغ ضلع پونچھ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا کنونشن آزاد جموں و کشمیر میں اسلامی نظام سے گہری دلچسپی رکھنے والے بہادر اور غیور طلبہ کا عظیم مظاہرہ ہوگا جس سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آزاد کشمیر کے طلبہ قرآن و سنت اسوۂ صحابہؓ اور سلف صالحینؒ کے اسلام کو کوئی نظام قبول نہیں کریں گے۔

آپ نے آزاد کشمیر میں مودودی نواز اسلامی جمعیۃ طلبہ کی سرگرمیوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہ ان کی سازشیں کامیاب نہیں ہونے دی جائیں گی۔ کیونکہ آزاد کشمیر کے غیور طلبہ صحابہ کرامؓ کے خلاف لٹریچر شائع کرنیوالے کسی ٹولہ کو برداشت نہیں کر سکتے۔

آپ نے آزاد کشمیر طلبۂ اسلام کے سابق ناظم جناب کمال الدین آزاد کی جگہ راجہ نور عالم خاں کو ناظم مقرر کیا ہے اور کہا ہے کہ جماعتی دستور کی خلاف ورزی پر کمال الدین آزاد کو برطرف کیا گیا ہے۔

جناب مرزا جانباز

مدیر تبصرہ کو اللہ تعالیٰ نے پوتا دیا ہے جس کا نام شاہد سعید رکھا گیا ہے۔ ادارہ مرزا صاحب کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کی دل کھول کر
امداد کیجئے

مجیرا، ہمدرد مسلمانوں اور اسلامی نظام کے خواہاں حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں خالص اسلامی اساس پر سیاسی اور مذہبی اہم خدمات انجام دے رہی ہے ملک میں موجودہ الحاد آفرین قوتیں دین میں تحریف کرنے پر آمادہ ہیں۔ معاشرتی نظام میں بے حیائی، عریانی مرد و زن کے اختلاط کے زہریلے جراثیم سرعت سے پھیل رہے ہیں۔

معاشی نظام سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ عدالتی اور قانونی نظام اب تک اسلام کے مطابق نہ بن سکا۔ ان تمام خرابیوں کی اصلاح جمعیۃ کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے، علماء اکثر مالی وسائل کے فقدان کی وجہ سے دینی خدمات کی انجام دہی میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے ہم اسلامی نظام کے قیام کے خواہاں حضرات سے پُر زور اپیل کرتے ہیں کہ جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم کرنے کے لئے جمعیۃ کی دل کھول کر مدد فرمائیں اور رجب، شعبان، رمضان کے مبارک مہینوں میں صدقات از قسم زکوٰۃ و عطیات مرکزی جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔ بھیجتے وقت زکوٰۃ کی رقوم کا تعین فرمائیں تاکہ اُسے شرعی مصرف پر صرف کیا جا سکے

محمد عبد اللہ درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام خان پور،

محمود عفا اللہ عنہ ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام (ملتان)

رقوم

ناظم عمومی کے نام دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے اکابر جمعیۃ کی

تعارفِ کتب

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں بھیجئے

عباراتِ اکابر

مصنف: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر
ناشر: ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
صفحات: ۲۵۲ سائز: ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت: مجلد ساڑھے پانچ روپے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر دامت برکاتہم امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے گذشتہ ربع صدی میں تحریری طور پر علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم کے مسلک حقہ کی جو خدمت کی ہے اس پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اکابر موصوف کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کر چکے ہیں آپ کی گرانقدر تصنیفات برصغیر پاک و ہند میں قبول عام حاصل کر کے ہزاروں لوگوں کی ہدایت کا باعث بنی ہیں اور عوام طلبہ و علماء آپ کے عظیم تحقیقی شاہپاروں سے یکساں استفادہ کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تازہ ترین تصنیف ہے جس میں

(۱) حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ
(۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
(۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
(۴) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

پر حضرات اہلِ بدعت کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے اور ان اکابر کی عبارات پر بے بنیاد طعن و تشنیع کے پوسٹ مارٹم کے علاوہ ان بزرگوں کے مختصر حالات زندگی بھی بیان کئے گئے ہیں۔ نیز اہل بدعت کی طرف سے علماء دیوبند کی تکفیر کے پس منظر کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب موصوف کی دیگر تصانیف کی طرح اپنے موضوع پر فیصلہ کن تصنیف ہے جس کا ہر دیوبندی کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ (حافظ مقصود احمد)

ضلع لائلپور کا دورہ

جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر رانا محمد اشفاق احمد نائب صدر صلاح الدین چوہدری ضلع لائلپور کی مندرجہ ذیل شاخوں کا عنقریب دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان شاخوں کے انتخابات وغیرہ بھی اسی موقعہ پر کروائے جائینگے مقامی حضرات تیاری رکھیں۔ اس کے فوراً بعد لائلپور ضلع کا کنونشن اور انتخابات بھی عمل میں آئے گا۔ دورہ کی تاریخوں کا اعلان جلد کر دیا جائیگا۔ چک جھمرہ، ٹوبہ، کمالیہ، بھمندری، رجانہ ماموں کانجن، پیر محل، لائلپور، گوجرہ، جڑانوالہ، تاندلیانوالہ